ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

12

www.tanzeem.org

17 تا 23 ربیع الثانی 1432ھ / 22 تا 28 مارچ 2011ء

فہم قرآن اور معرکۂ اسلام و جاہلیت

فہم قرآن کی ساری تدبیروں کے باوجود آدمی قرآن کی روح سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لیے قرآن آیا ہے۔ یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ آپ آرام سے کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھیں اور اس کی ساری باتیں سمجھ جائیں۔ یہ دنیا کے عام تصورِ مذہب کے مطابق ایک نِری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اس کے سارے رموز حل کر لیے جائیں۔ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اس نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نہاد انسان کو گوشۂ عزلت سے نکال کر خدا سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اس سے آواز اُٹھوائی اور وقت کے علمبرداران کفر و فسق و ضلالت سے اس کو لڑا دیا...... اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سرے سے نزاعِ کفر و دین اور معرکۂ اسلام و جاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھیں اور اس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا آپ کو اتفاق ہی نہ ہوا ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اس کی ساری حقیقتیں آپ کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔ اسے تو پوری طرح آپ اُسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب اسے لے کر اُٹھیں اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کریں اور جس جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اُس طرح قدم اُٹھاتے چلے جائیں۔ تب وہ سارے تجربات آپ کو پیش آئیں گے جو نزولِ قرآن کے وقت پیش آئے تھے۔ مکے اور حبش اور طائف کی منزلیں بھی آپ دیکھیں گے اور بدر و احد سے لے کر حنین اور تبوک تک کے مراحل بھی آپ کے سامنے آئیں گے۔ ابو جہل اور ابولہب سے بھی آپ کو واسطہ پڑے گا، منافقین اور یہود بھی آپ کو ملیں گے، اور سابقین اولین سے لے کر مؤلفۃ القلوب تک سبھی طرح کے انسانی نمونے آپ دیکھ بھی لیں گے اور برت بھی لیں گے۔

تفہیم القرآن
سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اس شمارے میں

ریمنڈ ڈیوس پھر آئے گا!

سابقہ قوموں کا انکار رسالت اور ریاست اسرائیل کی تباہی کا اشارہ

قاتل امریکی کی اسیری و رہائی؟

اتمام و اکمال نبوت محمدیؐ اور آپؐ کا مقصد بعثت

70 فی صد خوشحالی کا مژدہ

زلزلہ: بندوں کو انتباہ

"تیرے رب کی پکڑ شدید ہے"

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الہدیٰ (456)

سورۃ التوبہ

(آیات: 103-105)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۝ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝

''ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لیے موجب تسکین ہے۔ اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا اور صدقات (وخیرات) لیتا ہے؟ اور بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اور (ان سے) کہہ دو کہ عمل کیے جاؤ۔ اللہ اور اس کا رسول اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔ اور تم غائب وحاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو (سب) تم کو بتائے گا۔''

روایات میں آتا ہے کہ غزوۂ تبوک میں کسل مندی کی وجہ سے پیچھے رہ جانے والے لوگ کچھ مال لے کر آئے تاکہ شکرانے کے طور پر فی سبیل اللہ پیش کریں۔ چنانچہ ان کا معاملہ تو درست ہوگیا۔ جہاں تک منافقین کا تعلق ہے تو ان کا صدقہ قبول کرنے سے آپؐ کو روک دیا گیا۔ ابولبابہ ؓ اور اُن کے ساتھیوں کے بارے میں کہا گیا کہ اِن کے اموال میں سے صدقات لے لیجیے، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ ان کو پاک کریں گے، اس صدقے کے ذریعے اُن کا تزکیہ کریں گے۔ پھر ان کے لیے دعائیں کیجیے۔ اے نبی یقیناً آپؐ کی دعا ان کے حق میں سکون بخش ہے۔ کیونکہ اُنہیں خیال ہوگا کہ ہم سے جو خطا ہوئی تھی اللہ کے رسولؐ کی دُعا اور ہماری توبہ سے اللہ اُسے بخش دے گا۔ اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اپنے بندوں کے صدقات قبول کرتا ہے۔ یہ اُس کا احسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صدقات اور خیرات اپنے اور اپنی اولاد پر حرام کر رکھے تھے۔ مگر اللہ کی یہ شان دیکھیے، وہ الغنی ہے مگر کہتا ہے کہ میں تمہارے صدقات فی سبیل اللہ جو تم میری رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہو قبول کرتا ہوں۔ اور بے شک اللہ تو بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔

لیکن اب ان کمزور لوگوں سے کہہ دیجیے کہ دیکھو، اب عمل کرو، محنت کرو اور از سرِنو کمر ہمت کس لو۔ پہلے سے بڑھ کر سرفروشی اور جانفشانی کا مظاہرہ کرو۔ آئندہ اللہ بھی اُس کے رسولؐ بھی تمہارے عمل کو دیکھیں گے کہ تمہارا رویہ کیسا رہتا ہے، تم نے کتنی اصلاح کی ہے، کہیں تمہارا قدم دوبارہ تو نہیں پھسل رہا، اور تمہارا رویہ اہل ایمان بھی دیکھیں گے۔ اور پھر وہ وقت آجائے گا جب تمہیں اللہ کی طرف لوٹا دیا جائے گا جو کھلی اور چھپی ہر چیز کا جاننے والا ہے، اور پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ بھی تم کرتے رہے تھے۔ جیسا کہ سورۃ الزلزال میں ہے کہ جس نے ذرہ برابر بھی بھلائی کی وہ اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ بھی اُسے دیکھ لے گا۔ پھر اُس دن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔

فرمان نبویؐ

دولت مندوں اور عورتوں کے لیے لمحہ فکریہ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اُسَامَةَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَبِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ)) (رواہ بخاری)

حضرت اسامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں (معراج کی رات) جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر غریب جا رہے ہیں اور دولت مندوں کو (حساب کے لیے) روک لیا گیا ہے۔ ان میں سے جن کے لیے آگ کی سزا تجویز ہوئی حکم دیا گیا کہ انہیں فوراً جہنم میں لے جاؤ۔ دوزخ کے دروازہ پر میں نے دیکھا کہ اس میں عموماً عورتیں جا رہی ہیں۔''

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ریمنڈ ڈیوس پھر آئے گا!

ریمنڈ ایلن ڈیوس رہا ہو گیا۔ حکمرانوں نے اپنے اس معزز مہمان کو شاہی اعزاز کے ساتھ رخصت کیا ہے۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر حکمران اُسے 21 توپوں کی سلامی پیش نہیں کر سکے۔ اُن کی سیاسی مجبوری تھی جس کا اُنہیں ہمیشہ قلق رہے گا۔ انسان حکمران ہی کیوں نہ ہو بہرحال انسان ہوتا ہے۔ اُس کی خواہش کی تکمیل میں کوئی نہ کوئی رکاوٹ آ ہی جاتی ہے۔ ہمیں خود یہ اندازِ تحریر اور گفتگو پسند نہیں لیکن دل کے پھپھولے کس کے سامنے پھوڑیں، کس کے سامنے داستانِ غم بیان کریں اور کسے حالِ دل سنائیں۔ اِس شرمندہ قلم کو کتنا اور گھسائیں۔ ایلیٹ طبقے میں ہماری کوئی سنتا نہیں۔ وہ ہمیں پاگل، جنونی، انتہا پسند، شدت پسند، روشن تہذیب اور مہذب اقدار سے ناآشنا اور نہ جانے کیا کیا کہتا ہے۔ یہ طبقہ ہمیں زمینی حقائق سے نابلد، دقیانوسی دور کی مخلوق قرار دیتا ہے۔ اور جنہیں ہم عوام کہتے ہیں وہ بے چارے اگر پیٹ کی آگ ٹھنڈی کر سکیں تو اُن کی آنکھوں کو دیکھنے اور کانوں کو سننے کی مہلت ملے۔ رہا وہ طبقہ جو ہمارا قاری ہے، جسے متوسط بالائی طبقہ کہا جا سکتا ہے، وہ ہمیں سن سن کر سن ہو چکا ہے، اور پڑھ پڑھ کر تھک گیا ہے۔ اُس کا حال یہ ہے کہ پڑھتا جاتا ہے اور شرماتا جاتا ہے۔ اُسے ہر دوسرے دن کہنا پڑتا ہے کہ سر شرم سے جھک گیا ہے۔ وہ تو اب شرم اور جھکنے کی حدود معلوم کرنے کے بھی قابل نہیں رہا۔ البتہ آئیڈیل اُس کا بھی وہ گل محمد ہے جو زمین کی جنبش پر بھی اپنے پاؤں میں لغزش نہیں آنے دیتا اور سرکس میں پاؤں جمائے کھڑا مداریوں کے کرتب پر محوِ حیرت ہے۔

ہم نے آغاز میں مقتدر انسانوں کی مجبوریوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ تو پسماندہ اور درماندہ بستیوں کے فرعونوں کی مجبوریاں ہیں۔ چند روز قبل جاپانیوں نے انتہائی ترقی یافتہ انسان کی بے بسی اور بے چارگی کا نظارہ زندہ آنکھوں سے کیا ہے۔ ہم نے بھی بہت کچھ پردہ سکرین پر دیکھا ہے۔ لیکن جس طرح ہماری ایلیٹ کلاس ''ہنوز دلی دور است'' کہہ کر ریموٹ کنٹرول سے چینل بدل دیتی ہے، اسی طرح وہ طبقہ جسے ہم نے متوسط بالائی طبقہ قرار دیا ہے وہ ہماری روز روز کی چیخ و پکار پر یہ کہہ کر صفحہ پلٹ دیتا ہے ''وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔'' گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا کی صدا لگانا ہمارا فرض ہے بلکہ وہ قرض ہے جسے بہرصورت ہمیں ادا کرنا ہے۔ لیکن تاریکی پھیلتی جا رہی ہے اور قدرت کا وہ اصول بدستور قائم ہے کہ تاریکی پھیلے تو روشنی کو ہڑپ کر جاتی ہے اور روشنی پھیلے تو اندھیروں کے پاس فرار کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہوتا۔ ہم لوٹ آؤ، لوٹ آؤ کی صدائیں لگائے رہیں گے۔ ہم گلہ پھاڑ پھاڑ کر اُٹھو ورنہ حشر نہ ہو گا کی پکار لگاتے رہیں گے۔ البتہ یہ دھڑکا ضرور لگا ہوا ہے کہ کب یہ کہنا پڑ جائے اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ جاپان تو ایک طویل عرصہ سے زلزلہ سے نمٹنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ 1923 میں جاپان نے زلزلے کے آگے ہتھیار ڈال دیے لیکن اپنی تیاریاں مزید بڑھا دیں۔ 1995 میں پھر ہتھیار ڈالے، مزید تیاریاں کیں اور نادان کہہ بیٹھا کہ اب ہم ناقابل تسخیر ہیں۔ مارچ 2011ء میں یہ سحر انگیز ٹیکنالوجی، یہ عقل کو خیرہ کر دینے والی سائنسی ترقی قدرت کے دیئے گئے چند جھٹکوں کے سامنے اُس سے بھی کہیں زیادہ بے بس اور لاچار نظر آئی، جتنے بے بس اور لاچار ہمارے حکمران امریکہ کے سامنے نظر آتے ہیں۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اللہ اپنے عذاب کے لیے آفاتِ سماوی کو بھی استعمال کرتا ہے اور بندوں کے ذریعے بھی بندوں پر یہ عذاب مسلط کرتا ہے۔ کوٹ لکھپت جیل کی دیواریں ریت کی بنی ہوئی تھیں، گر گئیں۔ خدا کی قسم! فولاد کی بھی ہوتیں تو گر جاتیں۔ اس لیے کہ جس مکان کا نام پاکستان ہے اس کے محافظوں نے خود ہی اس کی بیرونی دیوار گرا دی تھی اور جب مکان کی دیوار گر جائے تو اُس کے صحن سے لوگوں کو راستے بنانے میں کوئی نہیں روک سکتا۔

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

17 تا 23 ربیع الثانی 1432ھ — جلد 20
22 تا 28 مارچ 2011ء — شمارہ 12

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
ایوب بیگ مرزا — محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اس مکان کی گری ہوئی چار دیواری کی تعمیر کے لیے بنیادوں میں اسلام اور ایمان کا میٹریل استعمال کرنا ہوگا۔ امانت اور دیانت سے اس کی چنائی کرنا ہوگی۔ جہاد اس کی سیڑھی ہوگی۔ ایسی صورت میں نظام خلافت کے سوا کوئی اس کی چھت نہیں ہوسکتی۔ تب ہوگی دشمنوں پر ہماری ہیبت طاری، پھر کوئی ریمنڈ ڈیوس ادھر کا رخ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکے گا۔ ایک بار پھر صاحب نصاب مستحقین کی تلاش میں در بدر ہو رہے ہوں گے۔ ایک بار پھر صاحب اقتدار پر لرزہ طاری ہوگا کہ کہیں دریا کے کنارے کتا بھوکا نہ مر جائے۔ کسی دوشیزہ کو صحرا عبور کرتے ہوئے کوئی تشویش نہیں ہوگی۔ لیکن یہ خود بخود نہیں ہوگا۔ اس کے لیے اللہ سے چمٹ جانا ہوگا، رسول ﷺ کا دامن تھامنا ہوگا، تقویٰ کو اوڑھنا، بچھونا بنانا ہوگا۔ بالآخر سر پر کفن باندھنا ہوگا۔ وگرنہ ریمنڈ ڈیوس پھر آئے گا، پھر قتل و غارت کرے گا، پھر شان و شوکت سے رخصت ہو جائے گا ہماری عزت، غیرت اور حمیت کو روندتا ہوا، لیکن کوئی اُس کا راستہ نہیں روک سکے گا۔ سر جھکے رہے تو پانی سر سے گزر جائے گا۔ سر جھکانا ہی ہے تو اپنے گریبان میں جھانکنے کے لیے جھکاؤ، اللہ رب العزت کے سامنے جھکاؤ، رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے سامنے جھکاؤ کہ یہی سرخرو ہونے کا طریقہ ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق امریکہ نے ریمنڈ ڈیوس کو وصول کرتے ہی اگلے دن شمالی وزیرستان پر ڈرون حملے کیے ہیں اور 41 بے گناہ شہریوں کو شہید کر دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اپنی شرمندگی کو آخری حد تک پہنچانے کے لیے قارئین کی نذر اُس شخصیت کا شعر کرتے ہیں جس پر مصور پاکستان ہونے کا ''الزام'' ہے ؎

ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر!

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

پریس ریلیز

حافظ عاکف سعید

ریمنڈ ڈیوس کی پُراسرار رہائی نے حکومت کو ہی نہیں بلکہ پاکستان کے تمام اداروں کو بے نقاب کر دیا

ریمنڈ ڈیوس کی پُراسرار رہائی نے حکومت کو ہی نہیں بلکہ پاکستان کے تمام اداروں کو بے نقاب کر دیا ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انھوں نے کہا کہ ورثاءِ دیت کے قانون کے تحت مجرم کو معاف کر سکتے ہیں۔ لیکن پاکستان کے قانون کے مطابق انھیں پہلے خود کو جائز قانونی وارث ثابت کرنا ہوتا ہے۔ جس کے لیے عدالت باقاعدہ ایک سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے۔ اور یہ اُس وقت تک جاری نہیں ہوسکتا جب تک ایک اخباری اشتہار کے ذریعے عوام الناس سے پوچھ نہ لیا جائے کہ کیا کسی کو اُن کے وارث ڈکلیئر ہونے پر اعتراض تو نہیں۔ مزید یہ کہ کوئی اور فوت شدہ شخص کے وارث ہونے کا دعویٰ دار تو نہیں، لیکن قانونی تقاضے پورے کیے بغیر دو پاکستانیوں کے اِس قاتل کو شاہی مہمان کی طرح رخصت کر دیا گیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارا بنیادی اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ کی غلامی ہمارے حکمرانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر حکمرانوں نے اپنی روش نہ بدلی اور پاکستان کو ایک مکمل آزاد اور خود مختار ریاست نہ بنایا تو یہ رہی سہی ادھوری آزادی بھی قائم نہ رہ سکے گی۔ انھوں نے کہا کہ مشرقِ وسطیٰ میں جو بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے اُس کے اثرات پاکستان پر بھی مرتب ہوں گے اور عوام کے ہاتھ جلد حکمرانوں کے گریبان تک پہنچ جائیں گے۔ اُنھوں نے کہا کہ کسی انجام بد سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم امریکہ کی غلامی کا قلادہ گردن سے اُتار پھینکیں اور اللہ و رسول ﷺ کی غلامی اختیار کر لیں۔ یہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ (پریس ریلیز: 17 مارچ 2011)

قاتل امریکی کی رہائی کے اگلے دن امریکہ نے ڈرون حملوں سے 41 قبائلیوں کو شہید کر کے پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت کو اُن کی حیثیت یاد دلا دی

ریمنڈ ڈیوس کی غیر قانونی رہائی صرف حکمرانوں کی نہیں پوری پاکستانی قوم کی شکست ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ جن حکمرانوں کا شریعت اسلامیہ سے دور کا واسطہ نہیں، اُنہیں اپنے مفادات کے حصول کے لیے دیت کا شرعی قانون یاد آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر دیت کا قانون شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور بغیر کسی دباؤ کے روبہ عمل ہوا ہے تو پھر مقتولین کے ورثا منظر سے غائب کیوں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس سانحہ کے آغاز ہی سے مرکزی اور صوبائی دونوں حکومتوں کا رجحان یہ تھا کہ ریمنڈ ڈیوس کو طشتری میں رکھ کر امریکہ کو پیش کیا جائے، تاکہ اُن کی نوکری پکی ہو جائے۔ اور امریکی اشیرباد سے وہ اقتدار کے مزے لوٹتے رہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس غیر قانونی حرکت سے صرف سیاسی حکومت ہی نہیں بلکہ پاکستان کے تمام ادارے بے نقاب ہوئے ہیں اور انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ امریکی غلامی اختیار کرنے کے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر خواہش مند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے اگلے دن ڈرون حملوں سے 41 قبائلیوں کو شہید کرنا درحقیقت پاکستانی قوم کے منہ پر تھپڑ مارنے کے مترادف ہے۔ امریکہ نے اس حملے سے پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت کو اُن کی حیثیت یاد دلائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں واضح وعدہ کیا ہے کہ اگر تم مومنین صادق بن جاؤ تو تم ہی غالب رہو گے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں ہم نے اس کا عملی مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ قوم اور حکمرانوں دونوں کو خود کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ (پریس ریلیز: 18 مارچ 2011ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

سابقہ اقوام کا انکارِ رسالت

اور

صیہونی ریاست اسرائیل کی تباہی کا اشارہ

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے ایک فکر انگیز خطاب جمعہ کی تلخیص

رواں ہفتہ کے دوران امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کی لاہور میں عدم موجودگی کے سبب اُن کا جمعہ کا خطاب نہ ہوسکا۔ بنابریں اُن کے ایک سابقہ خطاب کی تلخیص پیش کیا جارہی ہے۔(ادارہ)

حضرات! آج ہم سورۂ بنی اسرائیل کی آیات 100تا104 کا مطالعہ کریں گے۔ آیت100 کے بعد آنے والی آیات اس سورت کے آخری رکوع کی ابتدائی آیات ہیں۔ اس سے پچھلے رکوع میں یہ بات آئی ہے۔ رسولوں کا انکار جو قومیں کرتی رہی ہیں ان کا ہمیشہ ایک عذر' ایک بہانہ سرفہرست ہوتا تھا کہ ہم یہ بات نہیں مان سکتے کہ ایک بشر رسول بھی ہوسکتا ہے۔ اگر اللہ نے کسی کو نمائندہ بنا کر بھیجنا ہے تو کسی فرشتے کو نازل کرے۔ بشریت ہمیشہ رسالت کے اقرار میں ایک رکاوٹ بنی رہی۔ اصل میں یہ رکاوٹ نہیں تھی بلکہ ایک بہانہ تھا' ہم اسے عذرِ لنگ کہیں گے۔ جب ایک شخص طے کرلے کہ مجھے کسی بات کو نہیں ماننا تو اب اس کے لئے وہ بہانے تلاش کرتا ہے' دلائل اکٹھے کرتا ہے۔ ان کے اس بہانے کے جواب میں یہ بات فرمائی گئی:﴿قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾﴾(بنی اسرائیل) ''(اے نبیؐ) آپ کہہ دیجئے کہ اگر اس زمین پر فرشتے چلتے پھرتے ہوتے اور وہ یہاں پر رہائش پذیر ہوتے تو ہم ان کے لئے آسمان سے کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے۔''یعنی فرشتوں کے لئے حجت فرشتہ ہوسکتا ہے جبکہ انسان کے لئے حجت ایک انسان ہی ہوسکتا ہے۔سورۃ النساء میں رسول بھیجنے کی غرض و غایت ان الفاظ میں واضح کی گئی ہے:﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (آیت:165)''یہ رسول (جو ہم بھیجتے رہے ہیں) بشارت دینے والے اور خبردار (warn) کرنے والے ہیں، تاکہ (ان کو مبعوث کردینے کے بعد) لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے۔''

یعنی لوگ اللہ کی عدالت میں یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ تو چاہتا کیا ہے اور صراط مستقیم کے سنگہائے میل کون سے ہیں! اگرچہ انسان کی فطرت میں اللہ نے جو ایک Divine Spark رکھا ہے وہ اللہ کو بھی پہچانتا ہے۔ اِس ''روح'' میں خیر و شر کی تمیز بھی ہے اور اللہ سے محبت کا داعیہ بھی ہے' لیکن یہ ساری چیزیں ذرا مخفی تھیں اور جن لوگوں تک رسول نہیں پہنچے ان سے محاسبہ انہی بنیادوں پر ہوگا۔ البتہ جب رسول اللہ کا پیغام پہنچادے اور یہ واضح کردے کہ یہ حق ہے، یہ باطل ہے، یہ صحیح راستہ ہے، یہ غلط ہے، یہ حلال ہے یہ حرام ہے، یہ جائز ہے، یہ ناجائز ہے، فکری اعتبار سے بھی مکمل رہنمائی دے اور عملی اعتبار سے بھی نمونہ بن کر دکھادے تو اب قیامت کے دن اللہ کے محاسبے کے مقابل کوئی شخص کھڑا ہوکر یہ نہیں کہہ سکے گا کہ پروردگار! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تو کیا چاہتا تھا اور تیری رضا کس میں تھی!

یہ عذر انسان دنیا میں بھی تراشتا ہے اور وہاں جا کر بھی بہانے بنانے کی کوشش کرے گا۔ سورۂ مجادلہ میں یہ الفاظ آئے ہیں:﴿فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ﴾ (ترجمہ) ''اے نبیؐ! یہ منافقین جیسے آپؐ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اللہ کے سامنے بھی کوشش کریں گے کہ جھوٹی قسمیں کھا کر بچ نکلیں۔''

اتمامِ حجت یہ ہے کہ رسول اپنی بات ہر اعتبار سے سمجھا دیں' نہ صرف اپنے قول سے اس کے ہر پہلو کو واضح کردیں بلکہ اپنے عمل سے بھی نمونہ پیش کردیں' تاکہ ان کے حیلے بہانوں کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوجائے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اسی قوم کی زبان میں اللہ کا پیغام لے کر آتا ہے۔ اب اگر فرشتہ اللہ کا پیغام پہنچائے گا تو عملی نمونہ نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ پھر لوگ کہیں گے یہ تو فرشتہ ہے' اس کے ساتھ کوئی بشری تقاضے اور کمزوریاں نہیں ہیں' لہٰذا اگر اس نے نیک بن کر دکھادیا تو اس نے کیا کمال کیا۔ پھر وہ حجت مکمل نہیں ہوتی' جبکہ رسالت کا اصل مقصد حجت مکمل کرکے عذر کو قطع کرنا ہے۔

رسول کی حیثیت محض ڈاک کے ہرکارے کی نہیں ہوتی' بلکہ وحیٔ الٰہی اور رسول کی شخصیت مل کر ''البیّنة'' کی تکمیل کرتی ہیں۔ رسول محض ''پیغام بر'' نہیں ہوتا' بلکہ ''مُطاع'' ہوتا ہے۔ از روئے الفاظ قرآنی:﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ (النساء:64)''جس رسول کو بھی ہم نے بھیجا تو اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے''۔ اللہ تعالیٰ ایک روشن دلیل کتابوں کی شکل میں بھیجتا ہے اور اسی روشن دلیل کا دوسرا جزو نبی کی شخصیت' اس کا کردار' اس کی امانت اور اس کی صداقت ہے جس کا قوم لوہا مانتی ہے۔ قرآن حکیم میں یہ حقیقت سورۃ البینہ میں بھی واضح کی گئی ہے اور سورۃ الطلاق میں بھی۔ چنانچہ قرآن کو اور حضور ﷺ کو علیحدہ نہیں کیا جاسکتا' اور جو اِس کی کوشش کرتا ہے وہ اصل میں شیطان

کے رستے پر چل رہا ہوتا ہے۔ فتنۂ انکارِ حدیث اور استخفافِ حدیث اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ یہ بولہبی ہے، اقبال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان فرماتے ہیں ؏

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست!

یعنی اپنے آپ کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدموں تک پہنچادو کہ دین تو کل کا کل آپؐ ہی کا نام ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کر کے تم قرآن کو کیسے مان سکتے ہو؟ تم آنحضور ﷺ کی عظمت اور اہمیت کو نہیں گھٹا رہے، قرآن ہی کا انکار کر رہے ہو۔ قرآن کہتا ہے ''جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے تھام لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے باز آ جاؤ''۔ معیارِ حق خود رسول ﷺ کی ذات ہے۔ از روئے الفاظِ قرآنی: ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔ سورۃ النجم میں ارشاد ہوا کہ ''یہ اپنے طرف سے خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کہتے، یہ تو ایک وحی ہے جو اُن پر نازل کی جاتی ہے''۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوا کہ اے نبیؐ! ان سے کہہ دیجیے: ''اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا''۔ اندازہ کیجیے کہ اتباعِ رسول کتنا بلند مقام ہے! اس سے جو بھی ہٹ کر راستہ ہے بولہبی ہے، چاہے بظاہر عقلی دلائل کے خوشنما لبادے اوڑھا کر اس کو پیش کیا گیا ہو۔ یہ ابولہب کا فکر ہے جو آج دین کے نام پر پھیلایا جا رہا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر اقبال کہتے ہیں: عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام بولہب! یہ ابولہبی اصل میں عقلی دلائل اور عقلی پردوں میں مستور ہو کر آتی ہے کہ فلاں فرمانِ رسول ہمارے عقل کے پیمانے پر پورا نہیں اترتا! کیا آپ کی عقل رسول کی عقل سے بڑھ کر ہے؟ اقبال کا ایک اور شعر یاد آ رہا ہے ؎

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول!

اب ہم اپنے آج کے سبق کی طرف آتے ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت 100 میں ارشاد ہوا:

﴿قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ١٠٠﴾

''(اے نبیؐ!) ان سے کہہ دیجیے: اگر کہیں میرے ربّ کی رحمت کے خزانے تمہارے قبضے میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے اندیشے سے ضرور اُن کو روک کر رکھتے۔ واقعی انسان بڑا تنگ دل واقع ہوا ہے''۔

انسان کے اندر اس کی سرشت کے کمزوری کے پہلو ہیں، نفس اور جسمانی وجود کے اپنے تقاضے، اپنی حدود و قیود (limitations) اور اپنی خامیاں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی خیر مل جائے تو خزانے کا سانپ بن جاتا ہے۔ دوسروں کو اس میں سے کچھ دینے پر طبیعت نہیں مانتی۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ سارے کا سارا میں خود ہی سمیٹ لوں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانوں میں سے سب سے بڑا انعام ہے جو اس نے نوعِ انسانی کو دیا ہے۔ اس کے حوالے سے بھی بنی اسرائیل کو یہ اعتراض تھا کہ وحی و نبوت کی یہ نعمت ہمارے پاس سے سلب ہو کر بنو اسماعیل میں کیوں چلی گئی؟ لہٰذا اس بنیاد پر انہوں نے قرآن پاک پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ یہاں ارشاد ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کا اختیار تمہیں دے دیتا تو تم اس پر خزانے کا سانپ بن کر بیٹھ جاتے، نہ خود اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے، نہ دوسروں کو اٹھانے دیتے۔ اور یہ انسان کی طبعی کمزوریوں میں سے ہے کہ بڑا تنگ دل اور کم ظرف ہے۔

اس سورۂ مبارکہ کے اول و آخر بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ پہلے رکوع میں بھی بنی اسرائیل کی تاریخ کے دو ادوار بڑی جامعیت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں اور آخر میں اب بھی بنی اسرائیل کا ذکر آ رہا ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ١٠١﴾

''اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے دریافت کر لو کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ! میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے''۔

سورۂ بنی اسرائیل ہجرتِ مدینہ سے متصلاً قبل نازل ہوئی اور مشرکین مکہ کا مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ پہلے سے رابطہ تھا۔ ان کے پٹی پڑھانے پر ہی انہوں نے یہ سوال کئے تھے کہ روح کسے کہتے ہیں؟ ذوالقرنین کون تھے؟ اور اصحابِ کہف کون تھے؟ تو ذرا ان بنی اسرائیل سے جا کر پوچھو کہ جو قرآن بتا رہا ہے وہ حق ہے کہ نہیں؟ یہ خود اس کے حق ہونے کی گواہی دیں گے۔

تو فرعون نے ان نشانیوں کو دیکھ کر حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ تم پر کوئی جادو کا اثر ہے، جو تم پیش کر رہے ہو، یہ بھی جادو ہے، میں ان نشانیوں اور ان معجزات سے مرعوب ہونے والا نہیں ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نو نشانیاں دی گئی تھیں ان میں سب سے نمایاں نشانی عصائے موسیٰ تھی۔ دوسری نشانی ید بیضا تھی کہ اپنے بغل میں ہاتھ ڈالتے اور جب نکالتے تو وہ چمکتا دکھائی دیتا۔ اس کے علاوہ کچھ عذاب تھے جو آلِ فرعون پر مسلط کئے گئے۔ چنانچہ ان پر قحط سالی کا عذاب آیا۔ طوفان اور ٹڈی دل جیسے عذاب آئے۔ جوؤں اور مینڈکوں کا عذاب آیا کہ پورے جسم میں اور کپڑوں میں ہر جگہ جوئیں پڑی ہوتیں اور ہر جگہ مینڈک اچھل رہے ہوتے۔ اسی طرح اُن پر خون کا عذاب آیا۔ چنانچہ وہ جو چیز بھی پینے لگتے اس کے اندر خون ہوتا۔ سورۃ الاعراف میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب بھی ان پر اس قسم کا عذاب مسلط ہوتا تھا تو وہ سمجھ جاتے تھے کہ موسیٰ کے رب نے ہم پر یہ مشکل ڈالی ہے۔ چنانچہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ اس عذاب کو ہم سے ٹال دے، اور اگر یہ عذاب ہم سے دور ہو گیا تو ہم لازماً ایمان لے آئیں گے۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ کا پیغمبر ہمارے درمیان موجود ہے اور اللہ کا عذاب اسی کی دعا سے ٹل سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود فرعون اور آلِ فرعون نے مان کر نہیں دیا۔ اس مضمون کو دو رکوع پیچھے کے مضمون کے ساتھ جوڑنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مشرکین مکہ جو مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہماری نگاہوں کے سامنے مکہ کی سنگلاخ وادی میں ایک بہترین باغ بن جائے، اس کے اندر ندی بھی جاری ہو جائے اور اس میں آپ کے لئے سونے کا محل تعمیر ہو جائے، آپ ہمارے سامنے آسمان پر سیڑھی لگا کر چڑھیں اور اتریں تو آپ کے ہاتھ میں کتاب ہو جس کو ہم چھو کر بھی دیکھیں، اس قسم کا حسی معجزہ آپ دکھائیں گے تو ہم ایمان لائیں گے۔ واضح کر دیا گیا کہ سابقہ قوموں نے بھی حسی معجزات دیکھ کر بھی بات نہیں مانی۔ اگر تم ہدایت چاہتے ہو تو قرآن سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔ یہ الہدیٰ ہے، آنکھیں کھولنے والی شے یہ ہے۔ اس میں ہدایت کا مکمل سامان موجود ہے۔ ہاں اگر یہ مخالفین ہٹ دھرم بن کر اور ضد میں آ کر کہیں کہ نہیں

فلاں معجزہ دکھاؤ تو یہ نہ سمجھنا کہ وہ معجزہ دیکھ کر مان جائیں گے۔ انہوں نے یہی کہنا ہے کہ ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا گیا ہے اور یہ سب جادو کے کرتب ہیں جو ہم دیکھتے ہیں۔ بہرکیف فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو سحر زدہ آدمی قرار دیا تو اس کے جواب میں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا:

﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾﴾

"انہوں نے کہا کہ تم یہ جانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے سوا اس کو کسی نے نازل نہیں کیا (اور وہ بھی تم لوگوں کے) سمجھانے کو۔ اور اے فرعون! میں خیال کرتا ہوں کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔"

اتنے معجزات دیکھ کر بھی اگر تم ایمان نہیں لائے تو ہلاکت اب تمہارا مقدر ہے۔ میں تو تمہاری خیرخواہی چاہتا تھا، تمہیں دعوت دی تھی، تم نہیں مانتے تو تم خود اپنے آپ کو ہلاکت سے دوچار کرتے ہو اور وہ تمہارا مقدر بن گئی —— ایک مرحلے پر آ کر فرعون کو بھی یہ احساس ہوا کہ موسیٰ اور ان کی قوم ہمارے لئے مصیبت بن جائیں گے۔ کسی طرح اس بلا کو ٹالا جائے۔ آگے اس کا ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾

"تو اس نے چاہا کہ ان کو سرزمین (مصر) سے نکال دے۔"

اسی سورت کی آیت 76 میں ہم یہ پڑھ چکے ہیں کہ اے نبی! یہ تو چاہتے ہیں کہ آپ کے قدم اس زمین سے اکھاڑ دیں، مکہ سے آپ کو بے دخل کر دیں، مسلمانوں کو یہاں سے دیس نکالا دے دیں۔ یہ وہی تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔

جب فرعون نے موسیٰ اور ان کی قوم کے قدم اکھاڑنے کی کوشش کی تو نتیجہ کیا ہوا:

﴿فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾﴾

"تو ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو ڈبو دیا۔"

اللہ نے فرعون اور اُس کے لاؤ لشکر کو پانی میں غرق کر دیا۔ اور جو کمزور تھے لاچار تھے اللہ نے ان کو بچا لیا۔ تو ان آیات میں قریش کے لئے پیغام ہے کہ تم بھی چاہتے ہو کہ ہمارے نبی کے قدم یہاں سے اکھاڑ دو۔ کیا تم فرعون کے انجام سے سبق نہیں سیکھتے جبکہ حقیقت تم پر واضح ہو چکی ہے۔ قرآن مجید نے ہر اسلوب سے بات واضح کر دی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے حجت قائم کر دی، دین کی گواہی مکمل کر دی۔ اب بھی اگر تم نہیں مانو گے تو تمہارا حشر بھی وہی ہوگا۔

آگے فرمایا:

﴿وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ﴾

"اور پھر اس کے بعد ہم نے کہا بنی اسرائیل سے کہ اب تم زمین میں سکونت اختیار کرو۔"

جو تمہارا دشمن تھا فرعون اور اس کی قوم وہ تو سب تباہ ہوئے، اب تم یہاں زمین پر رہو بسو، تم یہاں کے مختار ہو۔ اللہ نے تمہیں زمین میں تمکن عطا کر دیا ہے۔

البتہ یہ یاد رکھو کہ

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾﴾

"اور جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے۔"

دیکھئے، ایک تو اس آیت کا سیدھا سادہ مفہوم ہے اور تقریباً تمام مفسرین نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب وہ آخری بات آئے گی، جب وہ قیامت کا دن آئے گا تو ہم تم سب کو اکٹھا کر کے ایک جگہ لے آئیں گے۔ لیکن قرآنی سکالرز اور اہلِ علم نے یہ نکتہ بھی نکالا ہے کہ اصل میں یہاں آخرت کے وعدے سے مراد وہ وعدہ ہے جو بنی اسرائیل کے ساتھ اسی دنیا میں قیامت سے پہلے پورا ہونا ہے۔ بنی اسرائیل کا معاملہ یہ ہے کہ ان کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اور رسولوں کے بارے میں اللہ کی سنت یہ ہے کہ جو قوم اتمامِ حجت ہونے کے بعد اللہ کے رسول کا انکار کر دے، جھٹلا دے، اور پھر رسول کو ہلاک کرنے یا زمین سے نکالنے پر تل جائے تو اس پوری قوم کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں چھ رسولوں کی اقوام کا بار بار ذکر ہے، ان سب کی ایک ہی داستان ہے کہ جب معاملہ یہاں تک پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے مٹھی بھر افراد کو بچا لیا اور پوری قوم کو رسول کی نگاہوں کے سامنے تباہ و برباد کر دیا۔

بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص معاملہ ہوا۔ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر دیا۔ بنی اسرائیل کے علماء نے فتویٰ دیا تھا کہ یہ شخص جادوگر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے لہٰذا اسے سولی پر لٹکایا جائے۔ اُس وقت اس علاقے میں سلطنت روما کی حکمرانی تھی اور رومن گورنر یہ کہتا رہا کہ ہمیں تو اس شخص کے اندر کوئی برائی نظر نہیں آ رہی ہے، ہمارے اعتبار سے تو یہ مجرم نہیں ہے، اگر تم کہتے ہو کہ یہ تمہارا مذہبی مجرم ہے تو ٹھیک ہے، تمہارے فتوے کو ہم execute کر دیتے ہیں۔ وہ تو قرآن کہتا ہے کہ نہ انہوں نے ان کو سولی دی نہ قتل کیا، بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا تو اس قوم پر اللہ کی طرف سے جو آخری سزا آنی ہے وہ ابھی deferred ہے۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس آخری اُمت امتِ محمدیہ ﷺ کو بھی اللہ نے ایک سزا دینی ہے، اس لئے کہ اس نے بھی وہی روش اختیار کی جو یہود نے اختیار کی تھی۔ یعنی اللہ سے، اللہ کے دین سے اور اللہ کی کتاب سے بے وفائی اور غداری کی سزا آج کل اس امت کو مل رہی ہے۔ اور اس میں اس مغضوب علیہم قوم کا اہم کردار ہے۔

80-70ء کے بعد سے یہودی پوری دنیا میں منتشر ہو گئے تھے، کہیں انہیں تمکن عطا نہیں ہوا اور ہر جگہ ان کی پٹائی ہوتی رہی۔ یہ معاملہ ساڑھے اٹھارہ سو سال تک ان کے ساتھ ہوا ہے۔ اب انہیں کچھ مہلت ملی اور ریاست اسرائیل قائم ہوئی۔ آج وہ شیطان ابلیس کے بہت بڑے نمائندے اور اس کے ایجنٹ ہیں اور یورپ کی مشینوں کا سہارا بھی انہیں حاصل ہے۔ اور یہ سب کچھ اب عالم اسلام کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرکار ہونا یہ ہے کہ جب ہمارا آخری وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں سمیٹ کر پھر ایک جگہ اکٹھا کر دیں گے۔ چنانچہ پوری دنیا سے یہودی جمع ہوں گے، ریاست اسرائیل میں اور ان کی جو سزا deferred ہے وہ آخرکار انہیں مل کر رہنی ہے۔ ان پر حضرت عیسیٰؑ ہی نازل ہوں گے، وہی ان کی طرف رسول بن کر آئے تھے اور ان ہی کی نگاہوں کے سامنے انہی کے ہاتھوں سے پوری قوم تباہ کی جائے گی۔ یہاں جو لفیفا (سمٹ کر لانا) کا لفظ ہے تو یہ سمیٹنے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا تو ان سب کا قلع قمع ہونا ہے، ایک ایک یہودی ختم ہوگا۔ لیکن وقتی طور پر اللہ نے انہیں ہماری پیٹھ پر برسانے کے لئے کوڑے کی شکل دے دی ہے۔

ریمنڈ ڈیوس کی اسیری اور رہائی کا قصہ

ابوالحسن

امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس نے 27 جنوری 2011ء کو قرطبہ چوک میں اپنی گاڑی کے اندر سے فائر کر کے دو پاکستانی نوجوانوں کو شہید کر دیا۔ بڑے اطمینان سے گاڑی سے نکل کر اُن کی لاشوں کی تصویریں اُتاریں۔ لاہور قونصلیٹ سے فون پر مدد مانگی، جہاں سے ایک گاڑی اُس کی مدد کے لیے طوفانی انداز میں سفر طے کرتے ہوئے آئی۔ راستہ میں ون وے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے عباد الرحمٰن نامی موٹر سائیکل سوار کو کچل کر ہلاک کیا لیکن اُس وقت تک ریمنڈ ڈیوس کو لوگوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا تھا۔ جبکہ عباد الرحمٰن کو کچلنے والی گاڑی کا راستہ کوئی نہ روک سکا اور وہ قونصلیٹ خانہ میں واپس پہنچ گئی۔ پولیس کے چونکہ قونصلیٹ کے اندر داخل ہونے سے پر جلتے تھے لہٰذا نہ وہ گاڑی قبضے میں لی جا سکی نہ عباد الرحمٰن کو کچلنے والے گرفتار ہو سکے۔

ریمنڈ ڈیوس کی گرفتاری کے فوراً بعد سے امریکہ نے سفارتی استثنا کی دہائی دینا شروع کر دی۔ پوری مرکزی حکومت صدر زرداری کی سربراہی میں استثنا طشتری میں رکھ کر پیش کرنے کو تیار تھی، لیکن غیر متوقع طور پر وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کی غیرت جاگ اُٹھی، اُن کی قربانی رنگ لائی۔ مرکزی حکومت کو سفارتی استثنا دینے کے فیصلے سے رجوع کرنا پڑا۔ بات کچھ بگڑ گئی۔ مرکزی حکومت ظاہری اور باطنی طور پر امریکی غضب سے دوچار ہو کر کانپ رہی تھی اور جلد از جلد ریمنڈ ڈیوس کو رہا کر کے اپنے آقا کی خوشنودی چاہتی تھی۔ پنجاب حکومت کی باطنی کیفیت بھی رتی بھر مختلف نہیں تھی لیکن وہ اپنی اِس کیفیت کو چھپانے میں کامیاب رہی۔ امریکی استثنا کی دہائی دیئے جا رہے تھے۔ ہمارے حکمرانوں نے اُنہیں سمجھایا کہ استثنا کی رٹ نہ لگاؤ، اس سے ہمارے عوام الرجک ہیں اور پہلے ہی شاہ محمود قریشی بنا بنایا کھیل بگاڑ چکے ہیں۔ لہٰذا سفارتی استثنا کی بجائے ہم دیت کے قانون کے تحت بات آگے بڑھا کر ریمنڈ ڈیوس کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ یہ بات کسی اور امریکی کو تو سمجھ نہ آئی البتہ شہرہ آفاق کیری لوگر بل کے ایک مصنف جان کیری جو پاکستان کے ''عاشق'' ہیں، معاملہ کی تہہ تک پہنچ گئے۔ مرکزی اور پنجاب دونوں حکومتوں کو کہا گیا کہ وہ دیت کے ذریعے مسئلہ حل کریں البتہ یہ کام جلد از جلد ہونا چاہیے۔ ادھر بحرین میں مو یئک مولن اور جنرل کیانی کے درمیان بھی اس موضوع پر بات ہوئی اور مصالحتی کوششوں کو وردی کی حمایت بھی حاصل ہوگئی۔

حقیقت یہ ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کیس میں پنجاب اور مرکزی حکومت، عدلیہ اور خفیہ ادارے سب بے نقاب ہوگئے۔ بات بالکل واضح ہوگئی کہ ان سب کی ناک میں پڑی نکیل کی رسی امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ مرکزی حکومت سفارتی استثنا کے سہارے اُسے پہلے دن رہا کرنے کے لیے بے تاب تھی۔ پنجاب حکومت نے جھوٹی بھڑکیں ماریں، منصوبہ بندی سے عوام کو دھوکہ دیا۔ پہلے دن اگرچہ قتل کا مقدمہ دفعہ 302 کے تحت درج کیا گیا اور ناجائز اسلحہ کا پرچہ ہوا۔ لیکن بعد میں جب ملزم سے جاسوسی کے آلات کی برآمدگی ہوئی، اُس کے فون سے دہشت گردوں سے تعلق کا راز کھلا، پاکستان میں آبادیوں پر دہشت گردانہ حملوں میں اُسی کے ملوث ہونے کا امکان نظر آیا تو پراسیکویشن میں جان بوجھ کر سب کچھ نظر انداز کر دیا گیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اُس پر جاسوسی کے آلات اور حساس علاقوں میں تصاویر برآمد ہونے پر جاسوسی کا مقدمہ درج کیا جاتا، دہشت گردوں سے تعلق کا انکشاف ہونے پر اینٹی ٹیررسٹ دفعات لگائی جاتیں۔ شنید یہ ہے کہ اُس کے پاس ایسی ڈیوائس تھی کہ حساس سے حساس علاقوں میں جانے کی صورت میں حساس آلات کے کوڈ خود بخود ڈی کوڈ ہو جاتے۔ لیکن بددیانت اور غلامانہ ذہنیت کے حامل حکمرانوں نے سوچ سمجھ کر اور منصوبہ بندی کے تحت اُس پر محض قتل اور ناجائز اسلحہ کا مقدمہ درج کیا۔ اس لیے مقتولین کی لاشیں سامنے پڑی تھیں اور قتل کے لیے بہرحال اسلحہ استعمال ہوا تھا۔

عدلیہ بھی پیچھے نہ رہی۔ عدلیہ اس کیس کا فیصلہ سنا چکی ہے۔ لہٰذا یہ اب public property ہے۔ فیصلہ سنانے والے جج صاحب سے ہمارا پہلا سوال یہ ہے کہ آپ کا دیت کے تحت خون بہا ادا ہو جانے کے بعد قاتل کو قتل سے بری کرنا اگرچہ ظاہراً درست ہے مگر آپ نے کئی قانونی تقاضے پورے کیوں نہ کیے۔ جب سے دیت اور قصاص کا قانون نافذ ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ تحریری طور پر جب مقتول کے ورثا قاتل کو معافی دے دیتے ہیں تو عدالت اس تحریر کو مختلف محکموں کو بھیجتی ہے۔ اس کی تحریر کو کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ تب کہیں جا کر کئی ماہ کے بعد عدالت اُسے تسلیم کرتی ہے۔ فرض کر لیں کہ یہ سب کام جادو کی چھڑی نے آناً فاناً کر دیئے۔ پھر بھی یہ سوال باقی رہے گا کہ پاکستانی قانون کے مطابق کسی فوت شدہ آدمی کے ورثاء کو چاہے وہ مقتول ہو یا طبعی موت مرا ہو سندِ جانشینی (succession certificate) حاصل کرنے میں کئی ماہ، بعض اوقات پورا سال لگ جاتا ہے۔ ہم یہ بھی فرض کر لیتے ہیں کہ اسے بھی جنات نے پلک جھپکتے حاضر کر دیا، مگر وہ اخباری اشتہار کہاں شائع ہوا جو جانشینی کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے پہلے عدالت اخبار میں شائع کرواتی ہے کہ کیا کوئی اور وارث تو نہیں ہے یا ان ورثاء میں سے کسی کے وارث ہونے پر کسی شہری کو اعتراض ہے تو وہ پندرہ دن کے اندر عدالت میں حاضر ہو۔ کیا یہ اخبار چاند پر شائع ہوا کہ زمین کے باسی اُسے پڑھ نہ سکے۔ اس اشتہار کے بغیر جج سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا قانونی طور پر مجاز ہی نہیں تھا۔ دو دن پہلے ہائی کورٹ میں بھی عجیب ماجرا ہوا۔ یہ رٹ داخل کی گئی تھی کہ ریمنڈ ڈیوس کو سفارتی استثنا حاصل نہیں ہے، اس پر حکم جاری کیا جائے۔ علاوہ ازیں یہ خطرہ ہے کہ حکومت ملزم کو فرار نہ کرا دے، لہٰذا ملزم کا نام ای سی ایل میں شامل کر دیا جائے۔ ملزم کا نام ای سی ایل میں ڈال دیا گیا اور حکومت کو حکم دیا گیا کہ اگر ملزم کو استثنا حاصل ہے تو عدالت میں ثبوت پیش کرے۔ 14 مارچ کو مرکزی حکومت نے طے شدہ منصوبہ کے مطابق عدالت میں گول مول جواب دے دیا۔ جس پر ہائی کورٹ نے یہ کہہ کر درخواست خارج کر دی کہ استثنا کا فیصلہ بھی ٹرائل کورٹ

یعنی سیشن کورٹ کرے گا۔ ای سی ایل کا معاملہ چونکہ استثنا کے ساتھ منتھی تھا۔ لہٰذا جب پوچھا گیا کہ کیا ملزم کا نام ای سی ایل سے بھی نکال دیا گیا ہے تو بڑی سادگی سے جواب دیا گیا کہ ایک آدمی جب under trial ہے اور جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے تو اس کے لیے ای سی ایل کی ضرورت ہی نہیں۔ رہائی کا ڈراما رچانے سے دو دن پہلے مقتولین کے ورثاء گھروں سے غائب ہو گئے اور اُن کے گھروں پر تالے پڑ گئے۔ سماعت سے عین ایک دن پہلے مدعیان کا وکیل بدل دیا گیا اور اسلام آباد سے ایک وکیل نے سماعت کے روز ہی وکالت نامہ پیش کیا۔ ناجائز اسلحہ کی سزا سات سال تک ہے۔ اس معاملے میں بھی ایک مذاق سامنے آیا۔ پچاس دن قید اور بیس ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ جرمانہ ادا ہو گیا، سزا وہ پہلے ہی کاٹ چکا تھا۔ یوں عدلیہ نے اپنی آزادی، فعالیت اور متحرک ہونے کا لاجواب ثبوت فراہم کیا۔ یہاں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ قتل کے ایک کیس میں دیت کے قانون کے مطابق اس لیے فیصلہ نہیں کیا گیا تھا کہ اُس قتل کو فساد فی الارض بھی قرار دے دیا گیا تھا۔ فیصلہ سازوں سے یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ اس سے بھیانک فساد فی الارض اور کیا ہوگا۔ دہشت گردی، جاسوسی اور ملکی سلامتی کے خلاف کارروائیوں کے واضح اور کھلے امکانات کے باوجود پنجاب حکومت ان جرائم کی دفعات بھی عائد نہ کرے اور پھر کہے کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی میں اُس کا کوئی کردار نہیں تو پھر آسمان سے نیچے اور زمین کے اوپر اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوگا۔ ملزم کو جیل میں سپیشل مراعات دی گئیں۔ مسجد کا لاؤڈ سپیکر بند کر دیا گیا کہ اذان کی آواز صاحب کے مزاج پر گراں گزرتی تھی۔ ریمنڈ ڈیوس کی جیل سے رخصتی تک جج صاحب بھی جیل میں محبوس رہے۔

خفیہ ایجنسیوں کا معاملہ شروع سے ہی مشکوک تھا ایسے لوگ اگر ہمارے ملک میں حکومت کی نااہلی کی وجہ سے داخل ہو ہی گئے تھے تو اُن پر ہاتھ ڈالنے کے لیے پاکستانیوں کے قتل کا انتظار کیوں کیا گیا۔ اُن کو گرفتار کرکے اُن سے برآمدگی کے حوالہ سے اُنہیں ملک بدر کیا جا سکتا تھا۔ عوامی اور سیاسی سطحوں پر جلسے جلوس ہوئے لیکن کوئی فنڈ جمع کرکے مقتولین کے ورثاء کی کوئی مدد نہ کی گئی۔ قصہ کوتاہ ریمنڈ ڈیوس ایک آئینہ کا نام تھا جس میں ساری قوم نے اپنا چہرہ دیکھا۔ اور قوم کے حکمرانوں نے "حقیقی" لیڈر ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔

Khilafat Forum

- ریمنڈ ڈیوس کی پراسرار رہائی نے کس کس کو بے نقاب کیا؟
- ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کیا ہماری آزادی پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان نہیں ہے؟

——— اور ———

- کیا مشرق وسطیٰ میں آنے والی تبدیلی کی لہر کے پاکستان میں درآمد ہونے کا کوئی امکان نہیں؟
- وطن عزیز میں نظام کی تبدیلی محض دعوت و تبلیغ سے نہیں آسکتی اور نہ ہی بیلٹ اور بلٹ سے انقلاب آسکتا ہے۔ تو پھر کیا ہمارے لیے تبدیلی نظام کے تمام راستے بند ہو چکے ہیں اور ہمیں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ جانا چاہیے......یا......؟

دیکھئے، ریمنڈ ڈیوس کی پراسرار رہائی اور عرب دنیا اور پاکستان کے حالات پر سیاسی تجزیے
تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org "خلافت فورم" میں

تجزیہ کار: حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت)

میزبان: کامران بن زاہد

پروگرام کے بارے میں اپنی آراء و تجاویز media@tanzeem.org پر ای میل کریں

پیشکش: شعبہ سمع و بصر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

بسلسلۂ آنحضور ﷺ پر نبوت و رسالت کی تکمیل (ii)

اتمام واکمالِ نبوتِ محمدیؐ اور آپؐ کا مقصدِ بعثت

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا فکر انگیز خطاب

اتمام واکمال نبوت کے حوالے سے قرآن حکیم کی وہ آیت بہت اہم ہے جو آپؐ کے مقصد بعثت ''اظہار دین حق'' کے حوالے سے تھوڑے سے فرق کے ساتھ تین مقامات پر آئی ہے۔

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ......﴾

''وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول (محمدؐ) کو الہدیٰ (قرآن حکیم) دے کر اور دین الحق کے ساتھ، تا کہ وہ اُسے پورے کے پورے دین پر غالب کریں۔''

یہاں دو باتیں قابل غور ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ادبیت کا تقاضا یہ ہے کہ کلام میں تکرار نہ ہو۔ ایک ہی بات اگر آپ دوبارہ کہہ رہے ہیں تو بہتر ہے کہ ذرا اسلوب بدلئے ورنہ سامعین بور ہو جائیں گے۔ بقول مرزا غالب

ع ایک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں۔

قرآن مجید میں غلبہ دین کا مضمون بھی کئی بار آیا ہے، مگر انداز بیان میں تنوع ہے۔ دین کو غالب کرنے کے حوالے سے یہاں اظہار دین علی الدین کلہ کے الفاظ آئے ہیں۔ کسی جگہ اقامت دین کے الفاظ آتے ہیں۔ کہیں اِس کے لیے ﴿وَیَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ﴾ کے اور کہیں ﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ﴾ کے الفاظ آئے ہیں۔

قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ اہم ترین مضامین بار بار آتے ہیں، تا کہ ان پر خصوصی توجہ مرکوز کی جائے، اُن پر مائیکروسکوپ لگائی جائے۔ آپؐ کے مقصد بعثت ''اظہار دین علی الدین کلہ'' کا مضمون جیسا کہ پیچھے واضح کیا گیا قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے۔ یعنی سورۃ الصّف:9، سورۃ الفتح:28، سورۃ التوبہ:33 میں۔ سورۃ الصّف اور سورۃ التوبہ میں تو بالکل ایک جیسے الفاظ آتے ہیں، البتہ سورۃ الفتح میں آیت کے آخری الفاظ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝﴾ کی جگہ ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۝﴾ آئے ہیں۔ تو یہ ہے وہ عظیم مشن جو حضرت محمد ﷺ کو دیا گیا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپؐ کے پیش نظر دین کی صرف تبلیغ ہی نہیں تھی، دین کو قائم کرنا بھی تھا۔ یہ نہیں کہ ہم نے پیغام رب پہنچا دیا، اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ نہیں، بلکہ آپؐ کو دین کو بالفعل قائم بھی کرنا تھا۔ اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تبلیغ دین اور اقامت دین میں بہت بُعد اور فاصلہ ہے۔ ع زعشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است!

''اظہار دین علی الدین کلہ'' کے الفاظ قرآن حکیم میں صرف نبی کریم ﷺ کے لیے آئے ہیں۔ آپؐ کے علاوہ دوسرے کسی رسول اور نبی کے لیے یہ الفاظ نہیں آئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء ہیں، خلیل اللہ ہیں، امام الناس ہیں، اُن کے لیے بھی یہ الفاظ نہیں آئے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ انبیاء کی کچھ حیثیتیں تو سب میں مشترک ہیں۔ مثلاً تمام انبیاء اپنی جگہ پر روشنی کا چراغ تھے، داعی تھے، شاہد تھے، نذیر تھے۔ سورۃ الاحزاب میں حضور ﷺ کے لیے بھی یہی الفاظ آئے ہیں۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾﴾ (سورۃ الاحزاب) ''اے پیغمبر، ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔'' اگرچہ ان حیثیتوں میں ہر نبی اور رسول کا اپنا اپنا مقام ہے۔ حضور ﷺ کا ان پانچ باتوں میں بھی دوسروں سے بہت اونچے مقام پر ہیں۔ تاہم بنیادی طور پر یہ حیثیتیں تمام انبیاء و رسل کے درمیان مشترک ہیں، لیکن ''اظہار دین علی الدین کلہ'' کے الفاظ صرف نبی آخرالزماں کے لیے آئے ہیں۔

آپؐ کے مقصد بعثت کے ذکر کے بعد دو جگہ تو ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝﴾ کے الفاظ آئے ہیں اور ایک جگہ فرمایا: ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۝﴾ اس سے واضح فرما دیا کہ آپؐ کا یہ مشن جس قدر بھاری اور عظیم ہے، کفار اِسی قدر اس راہ میں روڑے اٹکائیں گے۔ مگر اس کام میں آپ کو اللہ کی مدد حاصل رہے گی۔ اللہ بطور مددگار آپ کے لیے کافی رہے گا۔ سورۃ الصّف اور سورۃ التوبہ کے ان دونوں مقامات سے پہلے ایک ایک ہم معنی آیت آئی، صرف ایک لفظ ''لِیُطْفِئُوْا'' ''اَنْ یُّطْفِئُوْا'' کیا گیا ہے۔ سورۃ الصّف میں فرمایا: ﴿یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾﴾ ''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔'' اور سورۃ التوبہ میں الفاظ ہیں: ﴿یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾﴾ دونوں جگہ ''یریدون'' میں مستتر ضمیر فاعلی ''ھم'' یہود کی طرف راجح ہے کیونکہ اس سے پہلے انہی کا تذکرہ ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہودی تو چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، مگر اُن کی یہ خواہش ہرگز پوری ہونے والی نہیں ہے۔ اللہ بہرحال اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا، چاہے کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ یہی بات مولانا ظفر علی خان نے اپنے انداز سے یوں کہی تھی ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

نبی ﷺ کے مقصد بعثت کے حوالے سے آنے والی یہ آیت قرآنی بہت اہم ہے۔ میں اپنے اسلاف میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو جامع ترین شخصیت سمجھتا ہوں۔

اُن کے بعد امام غزالیؒ اور امام ابن تیمیہؒ کا نمبر آتا ہے۔ میرے نزدیک یہ دونوں شخصیات باہم مل کر شاہ ولی اللہ کے برابر ہیں۔ شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ یہ آیت پورے قرآن مجید کا عمود ہے۔ عمود سے آگاہی بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کسی کی بات کو سمجھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس کی مراد سمجھی جائے کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے۔ ایک خطیب جب خطبہ دیتا ہے تو اس میں اِدھر اُدھر کی باتیں بھی آجاتی ہیں۔ بات کو سمجھانے کے لیے کئی مثالیں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ کئی ضمنی مباحث بھی بیان میں آجاتے ہیں، مگر پورے بیان میں اہم ترین شے وہ مرکزی خیال ہوتا ہے جو معین ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک قرآن میں وہ معین مرکزی خیال یہ آیت ہے۔ یہ اس آیت کے بارے میں شاہ صاحب کی رائے ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی اس آیت کی کس قدر خصوصی اہمیت ہے۔ اب میں بھی اس آیت کے بارے میں اپنی حقیر سی رائے پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت قرآن حکیم کا عمود ہو، نہ ہو، سیرت النبی ﷺ کا عمود ضرور یہی آیت ہے۔ سیرت مطہرہ کو سمجھا ہی نہیں جاسکتا جب تک یہ آیت نہ سمجھ لی جائے۔ سیرت النبیؐ کا صحیح فہم اس آیت کی مدد سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ یہی آیت اُس عظیم مشن کے بارے میں بتاتی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے کیا گیا۔ یہ مشن آپؐ نے کیسے پورا کیا، اس کے لیے آپؐ نے کیا طریقہ اختیار کیا، آپؐ کن مراحل سے ہو کر گزرے، ان ساری چیزوں میں ایک کو منطقی ربط اور تسلسل تبھی نظر آئے گا جب یہ آیت آپ کے سامنے ہو۔ یہ آیت سامنے نہیں ہوگی تو آپ سیرت کی بہت سی باتیں اور پہلو سمجھ نہیں پائیں گے۔ مثلاً آپؐ کی حیات طیبہ کے مکی دور میں مسلمانوں سے کہا گیا کہ چاہے تمہارے ٹکڑے کردیے جائیں، تم ہاتھ نہ اُٹھاؤ، تمہیں جوابی کارروائی کی ہرگز اجازت نہیں ہے، مگر جب آپؐ نے مدینہ ہجرت فرمائی تو اس کے بالکل برعکس صورت ہوگئی۔ یہاں آپؐ نے غزوات کا آغاز فرمادیا۔ اسی طرح یہ بات بھی سمجھ نہیں آئے گی کہ نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر قریش کے ساتھ دب کر صلح کی تھی مگر اس صلح کے ایک ہی سال بعد جب قریش کا سردار ابوسفیان مدینہ آیا ہے تو آپؐ اس کی بات بھی نہیں سن رہے تھے۔

> **حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک آیتِ مقصد بعثت پورے قرآن مجید کا عمود ہے۔**
>
> **میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت قرآن حکیم کا عمود ہو، نہ ہو، سیرت النبی ﷺ کا عمود ضرور یہ آیت ہے۔ سیرت مطہرہ کو سمجھا ہی نہیں جاسکتا جب تک یہ آیت نہ سمجھ لی جائے**

اس ضمن میں ایک واقعہ بیان کردوں۔ 1985 کی بات ہے، انڈیا کے عالم دین مولانا وحید الدین خان جو اپنے افکار کی وجہ سے حکومت ہندوستان کے چہیتے اور آر ایس ایس اور بی جے پی کی آنکھوں کا تارا ہیں، جامع القرآن قرآن اکیڈمی تشریف لائے۔ میری دعوت پر وہ اکیڈمی کے ہال میں تنظیم اسلامی کے رفقاء سے خطاب کر رہے تھے۔ اپنے خطاب میں اُن کا سارا زور اس نکتہ پر تھا کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے صلح سے ہوتا ہے، لڑائی سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے لیے دلیل پر دلیل دیے جا رہے تھے۔ میں تنظیم اسلامی کا امیر تھا اور صدر مجلس کی حیثیت سے میں نے طے کیا تھا کہ میں کوئی بات نہیں کروں گا، بس یہ مقرر ہیں اور یہ میرے سامعین اور رفقاء تنظیم۔ میری فکر میں کوئی غلطی ہو تو یہ ان کے سامنے پیش کردیں، اور صحیح ہو تو اس کی تائید کردیں۔ مولانا وحید الدین نے جب اپنی تقریر ختم کی تو میں نے اُن سے اجازت لے کر ایک سوال کیا کہ اگر جنگ اتنی ہی بری اور صلح اتنی ہی اچھی شے ہے، جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں تو پھر یہ بتایئے کہ صلح حدیبیہ ٹوٹ جانے کے بعد جب قریش کا سردار ابوسفیان یہ درخواست لے کر مدینہ آیا کہ آپؐ صلح کی تجدید کردیں تو آپؐ نے اس کی تجدید کیوں نہیں کی۔ میرا سوال سن کر وہ مبہوت ہوگئے۔ ان کا انگریزی زبان میں جواب صرف یہ تھا "No Comments"۔ مغربی مؤرخ ٹائن بی بھی آپؐ کے مقصد بعثت کو نہ سمجھ سکا۔ اسی بنا پر آپؐ کی حیات طیبہ کے مکی اور مدنی دور کے بارے میں اُس نے کہا "Muhammad failed as a Prophet but succeeded as a statesman." اُسے مکے کا محمد ﷺ نبیوں کی طرح کا نظر آتا ہے۔ اس لیے کہ اس دور میں آپؐ کی زندگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نقشہ ہے۔ آپ لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ کھڑے ہو کر وعظ کر رہے ہیں۔ کسی نے گالی دی تب بھی خاموش ہیں، بلکہ اُسے دعائیں دے رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے (نعوذ باللہ) آپؐ کو جنون کا عارضہ ہوگیا ہے۔ کوئی شاعر اور کوئی ساحر قرار دیتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ کذاب ہیں، کسی اور سے ڈکٹیشن لیتے ہیں اور آکر ہم سے کہتے ہیں کہ مجھ پر وحی آئی۔ یہ سب باتیں آپؐ سُن رہے ہیں مگر کسی کو کوئی جواب نہیں دے رہے ہیں۔ ٹائن بی کے نزدیک، آپؐ کی یہ درویشی معاذ اللہ ناکامی ہے۔ اس کے برعکس مدینہ والے محمد ﷺ تو پہلے دن سے سپہ سالار ہیں، ہیڈ آف دی سٹیٹ ہیں، اور اس حیثیت سے بھرپور کامیاب ہیں۔ منٹگمری واٹ نے بھی اس سوچ کی بنیاد پر سیرت پر دو کتابیں لکھیں۔ "Muhammad at Makkah" اور "Muhammad at Madina" لیکن اس میں جو اصل زہر پوشیدہ ہے، وہ یہ خیال ہے کہ (معاذ اللہ) آپؐ کی سیرت کے مکی اور مدنی ادوار میں تضاد پایا ہے۔ مکی دور میں آپؐ کچھ اور ہیں اور مدنی دور میں کچھ اور۔ اس طرح کے اشکالات کو صرف اس آیت کے حوالے سے رفع کیا جاسکتا ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو کہ آپ کا مقصد بعثت غلبہ دین تھا، محض تبلیغ نہیں تھا، تو آپؐ کے حیات طیبہ کے مکی اور مدنی ادوار میں کوئی تضاد نظر نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی غلط فہمی ہوگی۔ اگر محض تبلیغ مقصود ہوتی تو یقیناً آپؐ کا ایک ہی طرزِ عمل ہوتا، لیکن چونکہ آپؐ کو دین قائم کرنا اور انقلاب برپا کرنا تھا، لہٰذا آپؐ درجہ بدرجہ آگے بڑھے۔ اگر مقصد بعثت پیش نظر ہوگا تو ہر انصاف پسند آدمی یہی کہے گا کہ آپؐ مختلف مراحل طے کرتے ہوئے غلبۂ دین حق کے ہدف کی طرف بڑھ رہے تھے۔

بہرحال نبوت و رسالت کئی ہزار سالوں کے دوران رفتہ رفتہ اور تدریجاً ارتقاء کے مراحل طے کرتی رہی تھی تا آنکہ آپؐ کی ذات مبارک میں اپنے نقطۂ تکمیل یا نقطۂ عروج وکمال کو پہنچ گئی۔ چنانچہ ختم نبوت کے حوالے سے دونوں پہلو پیش نظر رہنے چاہئیں۔ یہ بات بھی کہ آپؐ پر نبوت ورسالت ختم ہوگئی، اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا، اور یہ بات بھی کہ آپ پر نبوت ورسالت

اور ہدایت کامل اور مکمل ہوئی۔ اسی لیے ہم اکثر یہ دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ذکر میں تکمیل، اتمام اور اکمال کے الفاظ آتے ہیں۔ چنانچہ تکمیل دین کی آیت میں فرمایا:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدہ:3)

"آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

اسی طرح اُس آیت میں جس کا پیچھے ذکر ہوا ہے، فرمایا:

﴿وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝﴾

"اور اللہ اپنے نور کا اتمام کرنے والا ہے، خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔"

سورۃ التوبۃ میں فرمایا:

﴿وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾﴾

"اور اللہ اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں، اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔"

حضور ﷺ کی ایک حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں:

((اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقَ))

"مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اخلاق کی جو بلندیاں ہیں، ان کو مکمل کردوں۔"

تکمیل نبوت و رسالت کے ضمن میں ایک حدیث صحیح بخاری و مسلم میں آتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

((اِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ))

"حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! "میری مثال اور ان پیغمبروں کی مثال جو مجھ سے پہلے گزر گئے، ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور خوشنما بنایا۔ اس کے ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ جب اس مکان میں جاتے تو تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپؐ فرماتے تھے کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔"

(جاری ہے)

☆☆☆

تبصرہ

ملک میں 70 فی صد خوشحالی کا مژدہ

امجد رسول امجد

وزیر اعظم صاحب نے پچھلے دنوں اپنے ایک خصوصی بیان میں ملک میں جو ستر فیصد خوشحالی کی بات کی ہے وہ ایک معمہ ہے۔ میری ناقص عقل تو یہ کہتی ہے کہ یہ ستر فیصد خوشحالی صرف وزراء اور ارکان پالیمان کے خزانوں میں، سفیروں کی تجوریوں میں اور مشیروں کے اکاؤنٹوں میں آئی ہے۔ اُن کے ذمہ جو جو مشن لگایا گیا تھا اُنہوں نے دن رات ایک کرکے اس کو بڑی دل لگی اور جانفشانی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صرف تین سال کے قلیل عرصہ میں کامیاب وزراء کو ریسٹ دے کر بقیہ ممبران کو حکومت وقت نے نئے وزارتی ٹھیکے نہایت ایمانداری، نئے عزم اور نئے ولولے سے دینے کا اہتمام کیا ہے، تاکہ اگلے الیکشن تک عوام کی دہلیز پر جمہوریت نہایت "اجلی" اور "صاف" دکھائی دے۔ آج محکمہ تعلیم سے لے کر پی آئی اے تک جلسے جلوس، ہڑتالیں، قتل، ڈاکے، رشوت، فحاشی، عیاشی، پولیس مقابلے یہ نشاندہی کررہے ہیں کہ وزیر اعظم صاحب نے نہایت مختصر مدت میں ملک کے ستر فیصد عوام کو ترقی کی وہ منازل طے کرنے پر مجبور کردیا ہے کہ آج وطن عزیز پوری دنیا میں امن وامان میں اپنی مثال آپ نظر آتا ہے۔ حیطۂ خیال میں ایک اور رائے جنم لینے کی ناکام کوشش کررہی ہے۔ چونکہ انڈیا کی حکومت امیر ہے اور عوام غریب ہیں، جبکہ پاکستان کی عوام امیر اور حکومت غریب ہے، لہٰذا جمہوریت کی رو سے پاکستانی عوام انڈیا کو دے دیئے جائیں اور انڈین عوام پاکستانی حکومت کے حوالے کردیئے جائیں تاکہ دنیا میں "مساوات" کی نئی مثال قائم ہوسکے۔ یہ سب جمہوریت اور مساوات ہی کا تو کمال ہے کہ آج ہمارے ہاں ستر فیصد خوشحالی صاف دکھائی دے رہی ہے۔ پورے ملک میں قیمتوں پر کنٹرول ہے۔ عدل صبح کے بے عیب اجالے کی طرح صاف نظر آتا ہے۔ ملاوٹ کرتے ہوئے لوگ کانپتے ہیں۔ انتظامیہ صدر اور چپڑاسی کو ایک نگاہ سے دیکھتی ہے۔ قتل رک گئے ہیں۔ قاتلوں کے سرتن سے جدا ہوتے ہیں۔ ریمنڈ ڈیوس کی بات چھوڑیئے، اُسے تو ہم نے یونہی رواداری میں امریکہ بھیج دیا ہے۔

ورنہ کس کی مجال ہے کہ اُسے چھڑا لے جاتا۔ چوری دکھائی نہیں دیتی۔ ڈاکے تھم گئے ہیں۔ فحاشی چھپ گئی ہے۔ عیاشی بند ہے۔ جوا ہوتا نہیں۔ شراب جو حرام ہے، فی الواقع اُس پر پابندی ہے۔ مسجدیں آباد ہیں۔ صدر اور وزیر اعظم رات فیصل مسجد میں گزارتے ہیں۔ میخانے سیل کردیئے گئے ہیں۔ عورتیں پردہ کرتی ہیں۔ سیاستدان سچ بولتے ہیں۔ وزیر میرٹ پر کام کرتے ہیں۔ اہل زر یتیموں کے اموال اور جائیدادوں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ تاجر پورا تولتے ہیں۔ بیت المال محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ پارلیمنٹ میں اذان ہوتی ہے۔ لوگ باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں۔ حقوق نسواں بل معطل کردیا گیا ہے۔ سود حرام ہوگیا ہے۔ وزیر داخلہ کو سوائے سورۂ اخلاص کے پورا قرآن آتا ہے۔ رشوت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ نوکریاں میرٹ پر مل رہی ہیں۔ خودکشیاں خواب بن گئی ہیں۔ بچوں کی نیلامی بند ہوگئی ہے۔ پاکستان خودکفیل ہوگیا ہے۔ صدر اور وزیر اعظم غیروں سے ڈکٹیشن لینے کی بجائے سارے فیصلے خود کررہے ہیں۔ رہا مسئلہ روٹی، کپڑا اور مکان کا تو روٹی کی تھوڑی سی پریشانی ہے کیونکہ ہم بے نظیر کے قاتلوں کی تلاش میں ہیں۔ کپڑا بجلی گیس بند ہونے کی وجہ سے مہنگا ہوگیا ہے۔ مکان مہنگائی نے غریبوں کی دسترس سے باہر کردیئے ہیں۔ اس لیے ہم نے پاکستان کے ستر فیصد لوگوں کے تقدس کو محسوس کرتے ہوئے شہید ذوالفقار علی بھٹو کی باقی تمام پالیسیوں کو اپناتے اور اپنے مشیر خاص بابر اعوان اور عبد الرحمٰن ملک کے "پاکیزہ" مشوروں پر عمل کرتے ہوئے اپنے پروگرام میں تھوڑی سے تبدیلی کی ہے۔ ہم وطنوں کو پاکستان اور جمہوریت کی خاطر روٹی کی جگہ فاقہ کرنا ہوگا۔ کپڑے کی جگہ کفن استعمال کرنا ہوگا اور مکان کی جگہ قبر کی آخری آرام گاہ میں ابدی نیند سونا ہوگا۔ پھر چاروں جانب ستر فیصد لوگوں کی خوشحالی کے شادیانے بجیں گے اور ہر طرف سکون ہی سکون دکھائی دے گا۔ رہ گیا مسئلہ باقی تیس فیصد لوگوں کا تو وہ بھی روز محشر اللہ سے خود ہی اپنے اور حکومت کے کیے کی سزا بھگت لیں گے۔

☆☆☆

زلزلہ، بندوں کو انتباہ

عبداللہ برنی

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے۔ اس نے فرمادیا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ لیکن جب انسان اس کے احکامات کی خلاف ورزی کو عادت بنالے اور گناہوں کی قباحت اور نفرت دلوں سے نکل جائے، بلکہ دل گناہوں سے مانوس ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور تنبیہہ مختلف مصائب اور آفات کے ذریعے خبردار کیا جاتا ہے۔ یہ بھی بندوں کی حق میں رحمت ہے کہ ان کو اسی دنیا میں اپنی اصلاح کے لیے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں، لیکن جن لوگوں نے خود اپنے لیے ہلاکت اور عذاب کی راہ کا انتخاب کیا ہے وہ ان آفتوں سے کوئی عبرت اور نصیحت حاصل نہیں کرتے، بلکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ تو زمانے کا الٹ پھیر ہے اور ایسے واقعات کا پیش آنا تو بالکل طبعی چیز ہے۔ اکثر لوگ اگر زبان سے نہ کہیں تو ان کا عمل تو یہی ظاہر کرتا ہے کہ ان مصائب اور آفات کا ظہور کسی طرح عبرت اور نصیحت کے لیے نہیں، بلکہ اس کا تعلق تو طبعیات سے ہے۔ زلزلے، سیلاب اور بے انتہا بارش یا بے انتہا برف باری ان سب کے طبعی اسباب بیان کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ زلزلے کی وجہ زمین کے سطحی حصہ سے چٹانوں کا کھسکنا وغیرہ بتائی جاتی ہے لیکن وہ چٹانیں کس کے حکم سے حرکت میں آتی ہیں اور کس کے ارادے سے زلزلہ آتا ہے اور تباہی پھیلتی ہے؟ اس کی طرف ذرا دھیان نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''تو جب ان کے پاس ہمارا عذاب آیا تو چاہیے تھا کہ وہ گڑگڑاتے (یعنی اپنے گناہوں کی مغفرت کا سوال کرتے) لیکن ان کے دل سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے برے اعمال کو ان کی نظروں میں اچھا بنادیا تھا۔'' (الانعام:43)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب گناہوں کی وجہ سے دل سخت ہو جاتے ہیں تو انسانوں کو اپنے قصور اور جرم کا احساس نہیں رہتا۔ امام ابن القیم نے اپنی تصنیف ''الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی'' میں زلزلے سے متعلق کئی روایات ذکر فرمائی ہیں، جن میں بعض ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھی نے ان سے سوال کیا ''ام المومنین، ہمیں زلزلہ کے متعلق بتائیے کہ وہ کیوں آتا ہے؟'' اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: ''جب لوگ زنا کو حلال کرلیں، شراب پینے لگیں اور گانے بجانے کا مشغلہ اپنالیں تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور زمین کو حکم ہوتا ہے کہ زلزلہ برپا کردے، پس اگر اس علاقے کے لوگ توبہ کرلیں اور بداعمالیوں سے باز آجائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے ورنہ ان کے لیے ہلاکت ہے۔'' اس شخص نے عرض کیا ''کیا یہ زلزلہ عذاب ہوتا ہے؟'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ''اہل ایمان کے لیے عبرت و نصیحت ہوتی ہے اور جو صالحین اس میں جاں بحق ہوجائیں ان کے لیے رحمت ہے (یعنی شہادت کا مرتبہ ہے)، البتہ کافروں کے لیے تو زلزلہ قہر اور عذاب الٰہی بن کر آتا ہے۔'' (رواہ ابن ابی الدنیا)

ابن ابی الدنیا نے ایک اور مرسل روایت ذکر کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے مبارک زمانے میں زلزلے کا جھٹکا محسوس ہوا تو آپؐ نے زمین پر اپنا مبارک ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''اے زمین! تو ساکن ہوجا'' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ''تمہارا رب چاہتا ہے کہ تم اپنی خطاؤں کی معافی مانگو۔'' اس کے بعد زلزلے کے جھٹکے رک گئے۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب ؓ کے زمانہ خلافت میں زلزلہ کے جھٹکے محسوس کیے گئے تو حضرت عمر ؓ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''اے لوگو! یہ زلزلہ ضرور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے آیا ہے۔ اگر دوبارہ جھٹکا محسوس ہوا تو میں تم لوگوں کو اس شہر سے بے دخل کردوں گا۔'' مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر ؓ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ ''تم لوگوں نے کیا نئی روش اختیار کی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد'' اتنی جلدی تمہارا حال بگڑ گیا ہے۔''

حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ نے اپنے گورنروں کو پیغام بھیجا کہ ''سنو! اچھی طرح جان لو کہ زلزلے کے جھٹکے سزا کے طور پر آتے ہیں۔ تم لوگ صدقہ خیرات کرتے رہا کرو اور استغفار میں لگے رہو۔ نیز حضرت آدم ؑ کی یہ دعا ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾﴾ (الاعراف) (اے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اگر تو ہمیں معاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ہم تباہ ہوجائیں گے) کثرت سے پڑھا کرو۔''

آج کل گانا بجانا زندگی کا اہم جزو بنا ہوا ہے۔ شادی کے لیے نوجوان کوئی رقاصہ ڈھونڈتا ہے اور لڑکیوں کے لیے بےرُودرکار رہتا ہے۔ مال وزر کی ہوس میں شریف زادیاں خاندانی عزت اور وقار کو خاک میں ملا کر اسٹیج پر آرہی ہیں۔ فلم کمپنیوں کے ایجنٹ بہلا پھسلا کر انہیں تباہ کردیتے ہیں۔ ایک ایکٹرس حسن فروشی کے جنون میں وہ حرکتیں کرگزرتی ہے جو نہ کرنی چاہیے تھیں۔ جب اخبارات و رسائل میں ان کا تعارف کرایا جاتا ہے اور ان کے رقص کی تعریف کی جاتی ہے تو ان کا دل اور بڑھتا ہے۔ اس طرح بے حیائی کے مراتب تیزی کے ساتھ طے ہو جاتے ہیں۔ اب تو بعض اسکولوں میں باقاعدہ رقص کی عملی تربیت دی جارہی ہے۔ حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اُمت پر زمین میں دھنسائے جانے اور صورتیں مسخ ہونے کا اور پتھر برسنے کا عذاب بھی ہوگا'' ایک شخص نے عرض کیا کہ کب ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ''جب گانے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان ظاہر ہوجائے گا اور شرابیں پی جانے لگیں گی۔''

(رواہ الترمذی)

اے اللہ تو ہمارے قلوب کی اصلاح فرمادے اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں معاف فرمادے۔ تیری رحمت بڑی وسیع ہے اور تو بڑا مہربان اور کریم ہے۔ اُمت کے حال پر رحم فرما۔ آمین

"تیرے رب کی پکڑ شدید ہے"

عامرہ احسان

نائن الیون کے بعد دنیا دو واضح حصوں میں تقسیم ہوئی۔ بش کی للکار پر...... "یا تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے خلاف" خوف سے حواس باختہ مسلم دنیا آنکھیں بند کر کے بش کے پیچھے سر جھکا کر ہو لی، جس کا ہراول دستہ (فرنٹ لائن سٹیٹ) بدنصیبی سے پاکستان بنا۔ پوری کافر دنیا بش کی فطری اتحادی تھی۔ مسلم حکمران یا تو مشرف کی طرح طبلہ نواز ہونے کی بنا پر قرآن اور اس کے احکام سے کلیتاً نابلد تھے یا پھر قذافی، حسنی مبارک کی طرح امریکہ کے ازلی ابدی آلۂ کار تھے۔ قرآن کے اس واضح دوٹوک حکم اور رہنمائی سے اعراض سب کی قومی پالیسی بنا۔ "اور جنگ کرو مشرکوں کے ساتھ باہم مل کر جس طرح وہ جنگ کرتے ہیں سب تم سے مل کر اور جان رکھو اللہ ساتھ دیتا ہے متقیوں کا"۔ (التوبۃ:36)

اللہ نے خوف کی حالت میں ایک اصول اور دیا تھا۔ "غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے" (التوبۃ:40) لیکن ہم نے ترجیحاً اسے یوں بدل دیا اور قوم کو تھپکی دے کر ہر حکمران نے کہا "غم نہ کر امریکہ ہمارے ساتھ ہے"۔ لہٰذا اب ہم سب جنگ کر رہے ہیں مشرکوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف"۔ عراق کے خلاف جنگ میں مشرقِ وسطیٰ کے گرد و پیش کے تمام ممالک نے اڈے' شاہراہیں' فضائیں' بحر و بر' خشک و تر کفر یہ اتحاد کی جھولی میں ڈال دیئے۔ افغانستان ہمارے حصے آیا۔ دین کا صفحہ ہم یوں بھی پھاڑ چکے تھے۔ دہشت گردی کی اس جنگ میں سستا چارہ دنیائے کفر کو ہمارے ہاں سے میسر آیا۔ امریکی سپاہی تو بے انتہا مہنگا پڑتا ہے۔ جیسے تنہا ریمنڈ ڈیوس کی فائیو سٹار اسیری کا خرچہ کوٹ لکھپت جیل کے پورے خرچے کے برابر ہوگا! اس جنگ میں ایک امریکی سپاہی پر دس لاکھ ڈالر سالانہ خرچ اٹھتا ہے۔ پاکستانی اندازاً دس ڈالر یومیہ میں پڑتا ہے یعنی 3650 ڈالر سالانہ۔ یوں تقریباً 300 گنا سستا سودا یہاں ممکن تھا تو حکمرانوں کے منہ میں چند ہڈیاں ڈال کر یہ خرید و فروخت ممکن ہوئی۔ یہاں تک کہ اب یہ جنگ عین ہماری اپنی ہے۔ اسلام کی ضرورت جب جہاں پڑتی ہے ہم استعمال کر لیتے ہیں یعنی رواداری، امن کے پرچار کے لیے، ڈیوس کی رہائی میں دیت کے قانون کے ضمن میں۔ اب ہماری زبان و بیان عین امریکی طرز پر قدم بہ قدم چلتی ہے۔ جس طرح بش نے اس جنگ کو مغربی "شاندار طرز زندگی" کے خلاف القاعدہ' طالبان کی جنگ قرار دیا اور اس طرز زندگی (عیاش' بدمعاش' شتر بے مہار) کے تحفظ کی خاطر یہ عالمی جنگ لڑی جا رہی ہے! عین اسی کے نقشِ قدم پر آج ہمارے ہاں سے حکمران پکار پکار کر اس جنگ کی حقانیت اور سچائی کی یقین دہانی یہی کہہ کر ا رہے ہیں کہ دہشت گردوں (جہادیوں) سے "ہمارے طرز زندگی" کو سنگین خطرات لاحق ہیں۔ یہ کون سا طرز زندگی ہے؟ حکمرانوں کا؟ بھری تجوریاں' بلٹ پروف گاڑیاں' بیرونی دورے' مغربی ممالک کی شہریت' شراب و شباب' عیش و طرب؟ (یہ سب امریکی مفادات کے تحفظ کے عوض) یا عوام کا طرزِ زندگی۔؟ بھوک اور ننگ، پھٹے کپڑے، خالی پیٹ، چولہے ٹھنڈے، فیکٹریاں بند، کاروبار ٹھپ، لاپتہ افراد، ٹارگٹ کلنگ، ماورائے عدالت قتل، فیضان و فہیم، آمنہ مسعود جنجوعہ، عافیہ صدیقی والا طرزِ زندگی۔؟ سنگین خطرات کس کو کس سے لاحق ہیں؟ ریمنڈ ڈیوس، کارلوس نما فوجِ ظفر موج جو ملک کے مختلف حصوں میں دندناتے پھرنے کا سرکار کا عطا کردہ حق رکھتے ہیں۔ ریمنڈ والی غلطی نے یہ سکھا دیا کہ اب ہمیشہ کچلے جانے والے موٹر سائیکل سوار کی غلطی ہوگی۔ سو اسلام آباد والا یہ قضیہ فوراً سمٹ گیا! طرزِ زندگی کے دفاع والا یہ امریکی لب و لہجے کا بیان باری باری ہمارے سب حکمرانوں نے دیا جبکہ اس کے اصلاً ڈانڈے فرعون اور قومِ فرعون سے ملتے ہیں! انہوں نے بھی یہی کہا تھا: 'یہ دونوں تو محض جادوگر ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری زمین سے بے دخل کر دیں اور تمہارے مثالی طریقِ زندگی کا خاتمہ کر دیں۔' (طٰہٰ:63) اور یہ کہ 'یہ کچھ مٹھی بھر لوگ ہیں' انہوں نے ہمیں بہت ناراض کیا ہے اور ہم ایک ایسی جماعت ہیں جس کا شیوہ ہر وقت چوکنا رہنا ہے۔' (الشعراء:55،56) چوکنا رہتے رہتے اِن مٹھی بھر لوگوں کے خلاف پوری دنیا کو دس سال ہو گئے۔

اب ہم کفر کو ساتھ دینے میں اتنے طاق ہو چکے ہیں کہ بلا تردّد پورے اعتماد سے ڈرون حملوں کے حق میں' تائید کرتے ہوئے ہمارے محافظ ڈنکے کی چوٹ پہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تیر بہ ہدف ہیں۔ پہلے یہ بیانات سیاسی قیادت دیتی رہی۔ اس دفعہ یہ باری میجر جنرل غیور محمود نے لگائی ہے۔ اس کے بعد سے روزانہ کی بنیاد پر سرحدیں پامال کرتے ہوئے ڈرون حملے ہو رہے ہیں۔ بین الاقوامی قوانین کی صریح خلاف ورزی جس پر اقوام متحدہ نے بھی مذمتی بیان دیا (انسانی حقوق کونسل) اور اسے جنگی جرائم میں سے گردانا گیا۔ ہم اپنی معاشی ضروریات سے اتنے مغلوب ہو گئے ہیں کہ بجٹ درست کرنے کی بجائے اپنے عوام کی قتل و غارت گری کے جواز پیش کر رہے ہیں۔ دوسری جانب ایک بیان شمالی وزیرستان میں آپریشن کا آتا ہے۔ اس کی تیاری اور بے گھر ہونے والے افراد کے لیے خیمہ بستیاں تیار رکھنے کو کہا جاتا ہے۔ دوسرے منہ سے اس کی تردید کر دی جاتی ہے۔ جب بذریعہ ڈرون روزانہ تحدید آبادی کا ایک پروگرام چل رہا ہے تو مزید آپریشن کی ضرورت رہ بھی کیا جاتی ہے!

ہم حامد کرزئی سے بڑھ کر امریکی غلامی میں طاق ہو گئے۔ شہری آبادیوں پر بمباری ہوتے دیکھ کر وہ رو پڑا اور امریکہ کو آپریشن بند کرنے کو کہا، جب کہ ہم نے تحسین و تائید سے نوازا! ہمیں اللہ نے یہ بھی کہہ رکھا ہے (ہمارے کرتوتوں کے پیشِ نظر) 'سو اب انہیں چاہئے کہ یہ لوگ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ اُس بدی کے بدلے جو یہ کماتے رہے۔ من حیث القوم ہم منافق ہو چکے۔ اُس دور کے جس منافق پر اللہ غضب ناک ہوا تھا اس کا قصور کیا تھا۔؟ پانچ وقت مسجد میں حاضری دیتا' مارے بندھے زکوٰۃ بھی ادا کرتا' حتیٰ کہ جہاد (غزوہ بنی مصطلق) میں بھی گیا۔ لیکن کفر کے ساتھ درپردہ ساز باز (کھلے بندوں نہیں)' کفر کی خیر خواہی اسلام اور اہل

اسلام سے غداری پر اس کے لئے شدید اظہارِ غضب ہوا۔ نبی ﷺ کی 70 مرتبہ استغفار ان کے لیے کام نہ دے گی' نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا' کبھی بھی دعا کے لیے ان کی قبر پر کھڑے ہونے سے منع فرما دیا۔ نفاق کو قرآن و حدیث سے پڑھ دیکھئے جن کے لیے جہنم کا سب سے نچلا درجہ' سخت ترین عذاب اللہ نے بیان فرمایا، کہیں ہم اس کے مصداق تو نہیں ہو چکے؟ کیا وجہ ہے کہ جس نفاق سے اکابر صحابہؓ لرزے ہمیں کفر کے شانہ بشانہ اُس پر اپنی جانیں، مال، ملک قربان کرنے کے باوجود کوئی اندیشہ نہیں؟ کیا ہمیں اللہ کے حضور پیشی کا یقین نہیں؟ اب بھی نہیں جب کہ اللہ نے اپنی قدرت وقوت اور کبریائی کا ایک ذائقہ دنیا کو ایک مرتبہ پھر چکھایا ہے؟

سونامی 2004ء کترینہ (امریکہ)، زلزلہ 2005ء (پاکستان) آتش فشاں کی تباہ کاریاں (برطانیہ)، سیلاب 2010ء (پاکستان) اور اب جاپان میں سونامی' زلزلہ اور ایٹمی ری ایکٹر کی تباہ کاریاں۔ تین منٹ دس سیکنڈ میں جاپان کی دنیا زیروزبر ہو گئی۔ گاڑیاں' کشتیاں' جہاز' عمارات سب بھوسہ ہو گئے۔ قرآن میں مذکورہ پچھلی کہانیاں دہرا دی گئیں۔ 'گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے، ایسے مٹے گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے' (الاعراف)۔ 'پھر نہ ان میں اٹھنے کی سکت تھی نہ وہ اپنا بچاؤ کر سکے۔ (الذاریات:44) 'باڑے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے۔' (القمر:31) 'بے خیر ہوا (یہاں پانی) جس چیز پر سے گزر گئی اسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا۔' (الذاریات:41) لیکن المیہ پھر وہی ہے کہ شہ رگ سے قریب ہستی (جس کی پہچان روزِ ازل سے ہر انسان کے اندر عہدِ الست کے ذریعے اتاری گئی) نگاہ سے اتنے تھپیڑے کھا کر بھی اوجھل ہے۔ انسان نادان پھر سائنس کی گود میں پناہ لے کر پلیٹوں کی رگڑ، ارضیاتی تغیر و تبدل، چاند کی قربت کے نتائج ہی کی وجوہات بیان کرنے میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ پلیٹوں کا خالق و مالک' زمین اور چاند کا رب' زمانوں کا جہانوں کا خدا' مالکِ ارض وسما پھر بھی نگاہ سے اوجھل ہے! تمام سائنسی کرشموں' شاندار سڑکوں' عمارتوں' پلوں' بجلی گھروں' ری ایکٹروں' گاڑیوں' روبوٹوں صنعتی ترقی کی عظیم مثال اللہ کے آگے 3 منٹ بھی اپنا دفاع نہ کر سکی! اندر سے اٹھتی روح کی آواز، وعدہ الست کی پیاسی تشنہ روح کو دبانے کے لیے آج کے بے سمت' بے شناخت انسانوں کی ایک عظیم آبادی دن رات دیوانہ وار کام میں گم رہتی ہے۔ اور جب فارغ ہوتی ہے تو اندر کا شور' بے جہتی، بے سکونی کی بنا پر خودکشی کرنے والوں کی سب سے بڑی تعداد جاپانیوں کی ہے۔ سادہ بنیادی سوال۔ ہم کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کہاں جانا ہے؟ اس کائنات کا خالق کون ہے؟ اس کا جواب جس کتاب میں لکھا ہے، ہر گلی کے نکڑ پر لائبریریوں، کتابوں کی ماری اس دنیائے جاپان کے پاس اُس ایک کتاب تک رسائی نہیں ہے۔ دنیا کے سارے علوم کھنگالنے والوں نے اسی خورشید پر سیاہ پردے تان رکھے ہیں۔ دہشت گردی کا مینوئیل قرار دے کر (خاکم بدہن) دنیا پر اس ایک کتاب کے دروازے بند کرنے کی اس جنگ پر سب ہی نے اپنے اپنے حصے کا تھپڑ کھایا ہے۔ جاپان جیسے امن پسند ملک نے بھی اس جنگ میں حصہ ڈالنے میں کمی نہ کی۔ عراق میں 2004-2006ء جنگِ عظیم کے بعد پہلی مرتبہ اپنے فوجی بھیجے۔ افغانستان کے خلاف اتحاد میں 2001-2007ء جاپانی نیوی نے بحر ہند میں ری فیول کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ ایک جانب دنیا کی تمام تر سائنس اور ٹیکنالوجی کی عالی شان مہارتوں سے لدا پھندا یہ ملک۔ اللہ کی اٹھائی 13 میٹر بلند لہروں کے آگے خس و خاشاک ہو گیا۔ دوسری جانب یہ ملٹی ملین ڈالر سوال ہنوز تشنۂ جواب ہے کہ ہر آنے والے دن کے ساتھ مٹھی بھر بے سروسامان مجاہدین سپر پاورز کا نیا قبرستان کیونکر تخلیق کر رہے ہیں۔ کہیں یہ مذکورہ آیت 36 کا آخری ٹکڑا تو نہیں؟ 'اور جان رکھو اللہ ساتھ دیتا ہے متقیوں کا' تقویٰ خوف پر مبنی اطاعت ہے جو اللہ کے لیے خالص ہو تو اللہ جہادِ افغانستان اول اور دوئم کے سے نتائج دیتا ہے۔ خوف پر مبنی اطاعت امریکہ کے لیے کی جائے تو نتیجہ آج کا پاکستان ہے اور اگر اللہ کو جھٹلانے کی ہٹ دھرمی اور اہل ایمان پر ظلم وستم ڈھانے کی اصحب الاخدود کی روایت دہرائی جائے گی تو پھر جاپان کو دیکھ لیں۔ 'ان بطش ربک لشدید' ...... درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بہت سخت ہے (البروج:12) ہم بھی دو تھپڑ کھا چکے ہیں۔ (زلزلہ + سیلاب) امریکہ (خاکم بدہن) سر پر تیسرے تھپڑ کی صورت مسلط ہے، اگر ہم نے اُسے ملک بدر نہ کیا۔ امریکہ کی دربدری میں فاصلہ اب صرف اتنا ہی ہے! (بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

نیوز آف دی ویک

اتحادِ ثلاثہ زندہ باد، ریمنڈ ڈیوس پائندہ باد

خبر ''ریمنڈ ڈیوس کی رہائی میں پنجاب حکومت کا کوئی کردار نہیں'' خادمِ اعلیٰ

تبصرہ: محترم خادمِ اعلیٰ صاحب! پنجاب حکومت کا ہی نہیں کسی کا کوئی کردار نہیں ہے۔ اگر ہم کردار نامی شے سے بحیثیت مجموعی آشنا ہوتے تو کوئی ریمنڈ ڈیوس پاکستان کیسے وارد ہو سکتا تھا۔ ہم نے اُس امریکی کو سچا ثابت کر دیا ہے جس نے اپنی عدالت میں کھڑے ہو کر واشگاف الفاظ میں کہا تھا ''پاکستانی تو سو ڈالر میں ماں بیچ دیتے ہیں، انہیں بڑی رقم کی کیوں آفر کی گئی'' اور ہمارے سفیر محترم نے اسے حق سچ جانا اور اس پر ایک لفظ پر مشتمل صدائے احتجاج بھی بلند نہ کی۔ محترم خادمِ اعلیٰ، آپ نے خواہ مخواہ اس رزق کو تنور میں جھونکا جو اللہ رب العزت نے اشرف المخلوقات کے لیے زمین کا سینہ چیر کر پیدا کیا تھا، حالانکہ اسفل سافلین ان تنوروں کی آگ بھڑکانے کے زیادہ حقدار تھے۔ سستی روٹی کے تنور تو غریب کی آس کی طرح بجھ چکے ہیں۔ پنجاب حکومت کا اصل کارنامہ تو یہ ہے کہ اُس نے قومی غیرت کا جنازہ چپکے سے بغیر کسی دھوم دھڑکے سے نکالا۔ حکومتی سطح پر ریمنڈ ڈیوس کے حوالے سے ایسی بے نظیر اور شریف یکجہتی اور اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ کیا گیا ہے کہ اب فرینڈلی حکومت اور فرینڈلی اپوزیشن ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے امریکی آنگن میں انتہائی خوبصورتی سے محو رقص رہے گی۔ اداروں کی سرپرستی میں اگر میچ فکس کیا جائے تو ''عزیز ہم وطنوں'' کا خوف بھی باقی نہیں رہتا۔ اتحادِ ثلاثہ زندہ باد۔ ریمنڈ ڈیوس پائندہ باد۔

معمارِ پاکستان نے کہا

’’میں ضروری سمجھتا ہوں کہ زمینداروں اور سرمایہ داروں کو متنبہ کردوں۔ اس طبقے کی خوشحالی کی قیمت عوام نے ادا کی ہے۔ اس کا سہرا جس نظام کے سر ہے، وہ انتہائی ظالمانہ اور شرانگیز ہے۔ اور اس نے اپنے پروردہ عناصر کو اس حد تک خودغرض بنا دیا ہے کہ انہیں دلیل سے قائل نہیں کیا جاسکتا۔ اپنی مقصد برآری کے لیے عوام کا استحصال کرنے کی خوئے بد اُن کے خون میں رچ گئی ہے۔ وہ اسلامی احکام کو بھول چکے ہیں۔ حرص وہوس نے سرمایہ داروں کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ وہ جلبِ منفعت کی خاطر دشمن کا آلۂ کار بن جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آج ہم اقتدار کی گدی پر متمکن نہیں۔ آپ شہر سے باہر کسی جانب چلے جایئے، میں نے دیہات میں جا کر خود دیکھا ہے کہ ہمارے عوام میں لاکھوں افراد ایسے ہیں جنہیں دن میں ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ کیا آپ اسے تہذیب اور ترقی کہیں گے؟ کیا یہی پاکستان کا مقصد ہے؟ کیا آپ نے سوچا کہ کروڑوں لوگوں کا استحصال کیا گیا ہے اور اب ان کے لیے دن میں ایک بار کھانا حاصل کرنا بھی ممکن نہیں رہا۔ اگر پاکستان کا حصول اس صورت حال میں تبدیلی نہیں لاسکتا تو پھر اسے حاصل نہ کرنا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔ اگر وہ (سرمایہ دار اور زمیندار) عقل مند ہیں تو وہ نئے حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیں گے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر خدا اُن کے حال پر رحم کرے۔ ہم ان کی کوئی مدد نہ کریں گے۔‘‘ (اجلاس مسلم لیگ، دہلی، 24 مارچ 1943ء)

اب مگر قاتلو انتہا ہو گئی!

احسن عزیز

عراق اور افغانستان میں خون کی ندیاں بہانے والا عدوئے خون آشام عالم اسلام میں جا بجا سازشوں کے کانٹے بوتا اور جسدِ ملی کو چرکے لگائے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے۔ ہمارے قبائلی علاقوں میں اُس کی جانب سے ڈرون حملے اور اُن کے نتیجے میں بے گناہ قبائلی بھائیوں اور بہنوں کی اموات روزانہ کا معمول بن چکی ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس قتلِ عام پر ’’اپنے‘‘ بھی مہر بہ لب ہیں۔ اس پس منظر میں یہ آزاد نظم پڑھیے اور سب مل کر قاتلوں سے دوٹوک انداز میں کہیے کہ ’’اب مگر قاتلو انتہا ہو گئی!‘‘ (ادارہ)

قاتلو!
ہاں تمہی ہو نا وہ
جس نے برسوں تلک
میرے بغداد اور اس کے اطراف میں
میری مظلوم اُمت کے اک دو نہیں ——
پورے دس لاکھ بچوں کا مثلہ کیا!
ماؤں کی جھولیوں سے اُنہیں کھینچ کر
بھوک اور مرض کے جال میں بھینچ کر
کُند چھریوں سے اُن کو ذبح کر دیا!
کافرو!
پھر تمہی ہو نا وہ!
جس نے تیمور و کشمیر و شیشان میں
جس نے فلپین و صومال و سوڈان میں
میرے ایک ایک قاتل کو پُرسہ دیا!
نیل کے ساحلوں سے ملایا تلک
ردِ اسلام کی جو بھی سازش ہوئی
سرپرستی تمہاری ہی اس میں رہی!
اور کسی نے نہیں ——
میری اقصیٰ کو تاراج تم نے کیا
میرے کعبے کو گھیرے میں تم نے لیا

وہ جزیرہ عرب کا جہاں پر کبھی
اترا کرتے تھے جبریل لے کر وحی
اُس کی حرمت کو پامال تم نے کیا
سرزمینِ حرم وہ دیارِ نبی ﷺ
جس سے لشکر نکلتے تھے اسلام کے
اپنے ناپاک قدموں سے روندا اُسے
اس کے پانی پہ، خشکی پہ قبضہ کیا!
یہ تمہیں تھے کہ جن کی ہوس کی نذر
کتنی معصوم کلیوں کے دامن ہوئے
کتنے سجدہ گُناں تھے کہ جن کے بدن
آن کی آن میں چیتھڑے بن گئے
یہ تمہارا ستم در ستم دیکھ کر
چیخنے تک کی نہ تھی اجازت مگر
پھر بھی چپ سادھ کر
ہم سسکتے، بلکتے، تڑپتے رہے!
ہاتھ پر ہاتھ رکھے یونہی بے سبب
آسمانی مدد کو ترستے رہے!
خود پہ ہنستے رہے!
ذلتوں کا یہ زہراب پیتے رہے
روز مرتے رہے روز جیتے رہے

اب مگر قاتلو!
انتہا ہو گئی
امن کی لوریاں سن چکے ہم بہت
وہ کہانی گئی، وہ فسانہ گیا، ہر بہانہ گیا
ہاتھ پر ہاتھ رکھے یونہی بے سبب
آسماں دیکھنے کا زمانہ گیا!
وَاَعِدُّوْا لَهُمْ کی سناں تھام کر
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ کا عَلم گاڑ کر
دامنِ ہندوکش میں وہ برسوں تلک
ہم نے اَلْحَمْد سے لے کے وَالنَّاس تک
جو بھی کچھ ہے پڑھا، وہ بھلایا نہیں!
ہم پہ روئیں ہماری ہی مائیں سدا
ہم نے تم کو اگر —— خوں رُلایا نہیں!
روند کر اہلِ ایمان کی بستیاں
کیسی جنت بسانے کے خوابوں میں ہو؟
یہ تو ممکن نہیں عیش سے تم رہو
اور ملت ہماری عذابوں میں ہو!
منتظر اب رہو!
ہاتھی والو! —— ذرا آسمانوں میں لکھے نوشتے پڑھو
بڑھ رہے ہیں تمہارے قلعوں کی طرف
موت کے کچھ بگولے، کچھ آتش فشاں
جرأتوں کے دھنی، ہمتوں کے نشاں
کچھ ابابیل ایسے شہیدی جواں!
لو تباہی کا اپنی تماشہ کرو!
عمر باقی ہے جو
زخم دھوتے رہو
خود پہ روتے رہو
ظالموں پر نہ افسوس کوئی کرے
قاتلوں پر نہ آہیں کوئی بھی بھرے
جس کو مٹی کا پیوند رب نے کیا
جو ہو مومن انہیں آج پُرسہ نہ دے!

تنظیم اسلامی حلقہ پشاور کے زیر اہتمام فحاشی و عریانی کے خلاف مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ پشاور کے زیر اہتمام 29 جنوری 2011ء کو عریانی و فحاشی کے خلاف ایک مظاہرے کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں پشاور شہر کی چاروں تنظیم غربی، شمالی، جنوبی، اور صدر کے رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ مظاہرے کا آغاز نماز عصر کے بعد چوک یادگار کی جامع مسجد سے ہوا۔ نماز کے فوراً بعد وارث خان نے تنظیم اسلامی کا تعارف اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے حوالے سے کی گئی کوششوں کا تذکرہ کیا اور حاضرین سے اپیل کی کہ بڑھتی ہوئی بے حیائی کے خلاف مظاہرے میں شریک ہوں۔ بعد ازاں راقم نے شرکاء کو مظاہرے کے آداب اور راستے کے متعلق آگاہ کیا اور اخلاص نیت کی تلقین کی۔ مظاہرین نے پلے کارڈز، ٹی بورڈز اور ہینگرز اُٹھا رکھے تھے، جن پر بے حیائی، عریانی، فحاشی اور منکرات کے خاتمے کے حوالے سے مختلف قرآنی آیات، احادیث اور دیگر عبارات درج تھیں۔

آٹھ رفقاء سڑک کے دونوں اطراف دکانداروں اور راہگیروں میں بروشر تقسیم کرتے رہے، بشمول اُن دو رفقاء کے جو بقیہ بروشرز چادر میں باندھ کر مزید سپلائی کے لیے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ رفقاء کا یہ قافلہ چوک یادگار سے نکل کر اشرف روڈ سے ہوتا ہوا مین جی ٹی روڈ فردوس سٹاپ پر آ کر رُک گیا۔ بازار میں چند منٹ توقف کے بعد مظاہرین روڈ پار کر کے فردوس سینما سٹاپ پر رُک گئے اور آنے جانے والوں کی توجہ معاشرے میں بے حیائی کے بڑھتے ہوئے ناسور کی طرف دلائی۔ بعد ازاں یہ قافلہ جلیل کبابی روڈ سے ہوتا ہوا مین باچا خان سکوائر میں واقع سرکاری دفاتر اور مارکیٹ کے سامنے دس منٹ تک کھڑا رہا اور اس کے بعد پردہ باغ روڈ سے ہو کر فقیر آباد پل کے نیچے رش میں پانچ منٹ رکا رہا۔ بالآخر مظاہرین پل کے نیچے سے ہوتے ہوئے مرکزی گورنمنٹ کالج چوک میں پہنچے اور وہاں کچھ دیر کھڑے رہے، جس کے بعد منظم اور پُر امن طور پر مظاہرے کا اختتام کیا۔ مظاہرے میں امیر حلقہ میجر (ر) فتح محمد اور ناظم حلقہ خورشید انجم نے بھی شرکت کی۔ عوام نے اس کوشش کو بہت سراہا۔ ان کا کہنا تھا کہ آج کے دور میں برائی کو برائی کہنے کے لیے جس حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے وہ بہت کم لوگوں اور جماعتوں میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تنظیم اسلامی کو حق بات کہنے میں مداومت عطا فرمائے۔ اس دوران بارش ہلکی بوندا باندی کی شکل میں جاری رہی، لیکن بحمد اللہ قافلے کو اپنا روٹ مکمل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ (مرتب: انجینئر طارق خورشید)

بھیرہ کی تاریخی جامع مسجد میں ناظم دعوت و تربیت کا خطاب جمعہ

بھیرہ کی تاریخی جامع مسجد میں تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم دعوت و تربیت چودھری رحمت اللہ بٹر خطاب جمعہ کے لیے لاہور سے بھیرہ تشریف لائے۔ سرگودھا سے امیر حلقہ بھی اپنے تین رفقاء کے ساتھ اس پروگرام میں شرکت کے لیے بھیرہ پہنچے۔ بٹر صاحب نے عبادت رب کے موضوع پر خطاب کیا۔ لوگوں کی کثیر تعداد نے ذوق و شوق اور انہماک سے یہ خطاب سُنا۔ بعد ازاں لوگوں کا کہنا تھا کہ ہم نے اب تک پیروں اور ولیوں کے قصے ہی سنے تھے، ایسی باتیں آج پہلی مرتبہ سننے میں آئیں۔ مسجد کے خطیب مولانا ابرار احمد بگوی نے بٹر صاحب کے خطاب کو بہت سراہا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنا سبق بھولے بیٹھے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے تازہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں قرآن کی طرف پلٹنے اور اس سے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ نماز جمعہ کے بعد نجی ملاقات میں مولانا ابرار احمد کو حلقہ سرگودھا کا تعارف اور پروگراموں کے بارے میں بتایا گیا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ لاہور کا سہ ماہی اجتماع

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ نے سالانہ اجتماع 2010ء میں رفقاء تنظیم کو سال 2011ء کے لئے جو ہدف دیا وہ تین نکات پر مشتمل ہے: تعلق مع اللہ کو بڑھانا، سمع و طاعت کا خوگر بننا، پورے سال میں کم از کم ایک حبیب تک تنظیم کی دعوت بھرپور انداز میں پہنچانا۔ اس کے لئے امیر حلقہ نے رفقاء حلقہ لاہور کا سہ ماہی اجتماع بلانے کا فیصلہ کیا۔ یہ اجتماع 13 فروری 2011ء بروز اتوار صبح 10 بجے قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ حنین عاکف نے سورۂ حم السجدہ کی آیات 30 تا 36 تلاوت کیں اور اُن کا ترجمہ پیش کیا۔ پروگرام کے پہلے مقرر آصف علی تھے جنہوں نے ''تعلق مع اللہ اور اس کے تقاضے'' کے عنوان سے خوبصورت انداز میں گفتگو کی۔ انہوں نے تعلق مع اللہ کی ضرورت اور اس کے تقاضوں کو مثالوں سے واضح کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ قولی اقرار کے بعد اس کا ثبوت عملی طور پر دینا پڑتا ہے اور اس کا بہترین نمونہ آنحضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طور پر کیا گیا ہے کہ ''تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔'' اللہ سے محبت کا عملی امتحان انفاق مال و وقت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اگر ہم اپنا بہترین مال اور بہترین وقت اللہ کی راہ میں نہیں دیتے تو پھر ہماری محبت کا دعویٰ سوالیہ نشان بن جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ مال اور وقت کے انفاق سے آگے بڑھ کر اپنی اولاد کو اللہ کے دین کی طرف راغب کریں۔ یہ چیز ایک طرف ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنے گی تو دوسری طرف اللہ سے تعلق اور محبت کا بہترین عملی اظہار ہوگی۔

پروگرام کے اگلے مقرر حماد خالد فیاضی تھے۔ اُن کی گفتگو کا موضوع سمع و طاعت تھا۔ اُنہوں نے مدلل انداز میں سمع و طاعت کی اہمیت کو واضح کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ سمع و طاعت کے یہ الفاظ کسی اور جماعت، اجتماعیت یا تنظیم کے لئے اجنبی ہوں تو ہوں، تنظیم اسلامی کے رفقاء کے لئے ہرگز اجنبی نہیں ہیں۔ دینی فرائض کے جامع تصور کی سہ منزلہ عمارت کے تیسرے مرحلے کے لئے تو سمع و طاعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اتنی ضروری ہے کہ اس قسم کے ڈسپلن کے بغیر اقدام کے مرحلے میں داخل ہونا ہی محال ہے۔

اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد قرۃ العین نے دعوت کی اہمیت و فضیلت اور امیر تنظیم اسلامی کی جانب سے رفقاء کے لئے دیئے گئے 2011ء کے ہدف کو سادہ اور دلنشین انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ امیر محترم نے اپنے سارے ساتھیوں کا لحاظ کرتے ہوئے ایک حبیب تک دعوت بھرپور انداز میں پہنچانے کا ہدف دیا ہے اور اس دعوت کے ٹول کے طور پر تنظیم کا لٹریچر، آڈیو، ویڈیو سی ڈیز ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم روزمرہ کاموں میں کتنے ہی احباب سے ملتے اور اُن سے گفتگو کرتے ہیں۔ لہٰذا کم از کم ایک حبیب تک دعوت پہنچانا تو ایک رفیق کے لئے کوئی مشکل ہدف نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ اس ہدف کے لئے بھرپور محنت کریں تاکہ ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔

اس پروگرام کے آخری مقرر امیر حلقہ محمد جہانگیر تھے۔ اُنہوں نے ملٹی میڈیا کی مدد سے حلقہ لاہور کی پچھلے چار ماہ کی اہم سرگرمیوں سے رفقاء کو آگاہ کیا، جن میں ماہ اکتوبر میں توبہ کی پکار مہم، ماہ نومبر کے اختتام اور دسمبر کے آغاز پر سالانہ اجتماع کی میزبانی، اور جنوری میں تحریک ناموس رسالت کے اجتماعات اور ریلی میں شرکت شامل ہیں۔ نیز اُنہوں نے آخرت کی یاددہانی کراتے ہوئے ساتھیوں سے کہا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی کتاب خود لکھ رہا ہے۔ اس کتاب کا لکھنے والا کوئی اور نہیں ہے، ہم میں سے ہر شخص خود ہے۔ ہم دن رات کے چوبیس گھنٹے جو کچھ کرتے ہیں یا جو کہتے ہیں، وہ کراماً کاتبین کے ذریعے ہماری کتاب میں درج ہو رہا ہے اور اللہ قیامت کے دن یہ کتاب ہمیں دے کر کہے گا: ﴿اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾﴾ (سورۂ بنی اسرائیل) ''اپنی کتاب پڑھ لے آج تو اپنے حساب کرنے کے لئے کافی ہے۔'' (رپورٹ: محمد یونس)

تنظیم اسلامی بھارہ کہو کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

25 فروری 2011ء کو تنظیم اسلامی بھارہ کہو نے آفتاب عباسی کے گھر شب بیداری کا پروگرام منعقد کیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں سہیل الطاف

نے الرحیق المختوم کا مطالعہ کروایا۔ امیر تنظیم آفتاب عباسی نے مطالعہ حدیث کی ذمہ داری نبھائی۔ اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے سورۃ العصر پر درس کی ویڈیو ریکارڈنگ دکھائی گئی جس میں اہلِ علاقہ کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ علاقہ کی ایک معتدبہ تعداد نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے درس کی سماعت کی۔ نیاز احمد عباسی نے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 54 کی روشنی میں اقامت دین کے لیے کام کرنے والوں کے مطلوبہ اوصاف کے موضوع پر درس دیا۔ عبدالباسط نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ آخر میں نیاز احمد عباسی نے سورۃ العصر پر مذاکرہ کروایا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

تنظیم اسلامی حلقہ پشاور کے زیر اہتمام امریکی ڈرون حملوں کے خلاف مظاہرہ

سی آئی اے کے ایک ایجنٹ ریمنڈ ڈیوس کی جانب سے دو پاکستانی شہروں کے قتل اور بعد ازاں قاتل کی گرفتاری پر ابتداء میں امریکہ نے دھن، دھونس، دھاندلی کے حربے آزمائے۔ اُس نے مفاہمت اور نرمی کا تاثر دینے کے لیے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے بھی بند کر دیئے، تاکہ اُسے رہا کروا سکے۔ لیکن جب عوام احتجاج کے پیش نظر حکومت پاکستان نے اُسے رہا نہ کرنے کیا تو امریکہ نے دوبارہ ڈرون حملے شروع کر دیئے۔ ان حالات میں تنظیم اسلامی نے حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کا فیصلہ کیا اور پورے ملک میں احتجاجی مظاہروں کے ذریعے عوام میں یہ شعور اور آگاہی پیدا کرنے کی کوشش کی کہ جس طرح عرب ممالک کے امریکہ نواز حکمران عوام کی طاقت کے آگے بے بس ہو گئے ہیں، اسی طرح اگر پاکستانی عوام بھی حکمرانوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں تو انہیں ڈرون حملوں اور ریمنڈ کیس کے حوالے سے عوامی رائے ماننے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ انتہائی مختصر نوٹس پر امیر حلقہ نے مشورہ سے جمعہ 25 فروری بعد نماز جمعہ جامع مسجد گنج علی خان سے مظاہرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ مظاہرے کے پروگرام کی اطلاع ضلع پشاور کی چاروں تنظیموں کے امراء کو دی گئی۔ چنانچہ تمام رفقاء نماز جمعہ کے لیے پشاور کے بارونق بازار گھنٹہ گھر کی تاریخی جامع مسجد گنج علی خان پہنچ گئے۔ بعد نماز جمعہ امیر حلقہ میجر (ر) فتح محمد نے مظاہرے کی غرض و غایت بیان کی اور شرکاء مظاہرہ کو ہدایات دیں اور نظم و ضبط کا خیال رکھنے کی تلقین کی۔

مظاہرہ جامع مسجد گنج علی خان بازار کلاں سے شروع ہوا اور بٹیر بازاں چوک میں اختتام پذیر ہوا۔ مظاہرے کی قیادت امیر تنظیم اسلامی حلقہ پشاور میجر (ر) فتح محمد اور خطیب جامع مسجد گنج علی خان مولانا محمد خسرو نے کی۔ شرکاء نے جو کتبے اُٹھا رہے تھے اُن پر یہ نعرے درج تھے: امریکہ سے ناتا توڑو — اللہ سے رشتہ جوڑو، پاکستانی سرحدوں کے اندر امریکہ کی کارروائی کا بھرپور جواب دیا جائے، پاکستانی سرحدوں میں ڈرون حملے روکے جائیں، امریکہ کا جو یار ہے دین کا غدار ہے، امریکہ کی غلامی — دنیا و آخرت کی بربادی۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے امیر حلقہ میجر (ر) فتح محمد نے کہا کہ فاٹا کی سرزمین ایک ماہ تک ڈرون حملوں سے محفوظ رہی لیکن اب دوبارہ اپنے باسیوں کے خون سے رنگین ہونا شروع ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دو پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ کی گرفتاری کے ساتھ ہی امریکہ کو دہشت گردی کے خلاف جنگ بھول گئی۔ امریکہ نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے لیے پاکستان کو ڈرایا، دھمکایا، لالچ دیا، اور نرمی اور مفاہمت کا تاثر دینے کے لیے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے بھی بند کر دیئے۔ ریمنڈ کی جلد رہائی سے مایوس ہو کر اُس نے دوبارہ ڈرون حملوں سے ہمارے قبائلی بھائیوں اور بہنوں کا قتل عام شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج عرب دنیا میں امریکہ کے کاسہ لیس ظالم اور جابر حکمران عوام کے سیلاب کے سامنے بے بس ہو چکے ہیں۔ ہم فی الواقع فاٹا کو پاکستان کا حصہ اور قبائلیوں کو اپنا مسلمان بھائی سمجھتے ہیں تو ہم اہل پاکستان کو بھی ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا ہوگی، اور قرآن کو اپنا امام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آئیڈیل بنا کر دشمن کے ان خونی حملوں کے خلاف میدان میں نکلنا ہوگا۔ وگرنہ قبائلی علاقوں کے بعد دوسرے علاقوں میں بھی ڈرون حملے شروع ہو سکتے ہیں۔ امیر حلقہ کی تقریر کے اختتام پر خطیب جامع مسجد گنج علی خان مولانا محمد خسرو سے دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی یہ مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔

(مرتب: خورشید انجم)

ریمنڈ ڈیوس کیس اور پاکستان پر ڈرون حملوں کے خلاف تنظیم اسلامی لاہور کا احتجاجی مظاہرہ

تنظیم اسلامی لاہور کے رفقاء نے 12 مارچ 2011 کو بعد نماز عصر مسجد شہداء کے باہر ریمنڈ ڈیوس کیس اور پاکستان پر ڈرون حملوں کے خلاف پُر امن احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی سے مایوس ہو کر قبائلی عوام کا قتل عام شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ ریمنڈ ڈیوس کی متوقع رہائی کے خلاف صف آرا ہونے والی سیاسی جماعتیں اور عوام بھی ڈرون حملوں پر صدائے احتجاج بلند نہیں کر رہے رہیں۔ انہوں نے کہا کہ باطل نظام بظاہر بڑا مضبوط اور مستحکم دکھائی دیتا ہے لیکن وہ حق کی ضرب برداشت نہیں کر سکتا۔ ہمارے حکمران عرب ممالک کے حالات پر نگاہ ڈالیں تو امریکہ کے کاسہ لیس ظالم اور جابر حکمران عوامی سیلاب کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں۔ اگر ہم قبائلیوں کو مسلمان اور فاٹا کو پاکستان کا حصہ سمجھتے ہیں تو ہمیں ڈرون حملوں کے خلاف سینہ تان کر میدان میں نکلنا ہوگا۔ انہوں نے مسلمانوں کو دعوت عمل دیتے ہوئے کہا کہ آیئے قرآن کو اپنا امام اور حضورؐ کو اپنا آئیڈیل مان کر دین دشمن قوتوں کے خلاف ڈٹ جائیں، ورنہ امریکی سامراج مسلمانوں کا خون یونہی بہاتا رہے گا۔ انہوں نے یاد دلایا کہ جو قوم دشمن کے سامنے سینہ سپر نہ ہو وہ پشت پر وار کھا کر ہلاک ہو جایا کرتی ہے۔ امریکہ نے مشرف حکومت کے ساتھ ڈرون حملے کرنے کا جو ظالمانہ معاہدہ کیا تھا موجودہ جمہوری حکومت بھی دل و جان سے اس پر عمل پیرا ہے۔ انہوں نے کہا حکومتی رٹ قائم کرنے کے نام پر قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے اور فوج کشی کے اثرات ملک میں بدامنی، پاک فوج اور حکومت پاکستان کے خلاف نفرت کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے اس پُر امن مظاہرے میں سینکڑوں رفقاء اور احباب نے شرکت کی۔ جنہوں نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے۔ (رپورٹ: وسیم احمد)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم بی کام، ایم اے اسلامیات، الہدیٰ سے ایک سالہ کورس، درس قرآن کی صلاحیت سے بہرہ مند اور صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0315-4098901

☆ چکوال میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر 26 سال، تعلیم میٹرک، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-2980784

☆ دیپالپور (ضلع اوکاڑہ) کے رہائشی رفیق تنظیم، عمر 34 سال، برسر روزگار کو عقد ثانی (پہلی بیوی سے بوجوہ علیحدگی ہو چکی ہے) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-6970305

دعائے مغفرت کی درخواست

حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم قرآن اکیڈمی کے معتمد جناب ذیشان طاہر کی نانی خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ قارئین سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتك و حاسبھا حساباً یسیراً

a base from which the rulers of the Muslim world are drawn by the quartet.

Unlike the nineteenth century, neo-colonizers of the Muslim world now, they do not insist on direct rule; rather, they work with multiple --- and often mutually opposing --- local warlords and political groups, but always keeping their own interest in focus. Thus, they can pitch a Pervez Musharraf and a Zardari in the field, just as they can do the same for a Suleiman and Mubarak. But in the end, all serve their interests.

There is, however, a new factor which has recently emerged in the Muslim world. The neo-colonial edifice of proxy rule is becoming increasingly difficult because the masses are awakening and beginning to understand what is happening to them. Thus, as the general public becomes more aware of the nature of this heinous game, the lifetime of local proxy rulers is shortening. It is fruitful to understand how this change is taking place for therein lie the hope that neo-colonialism will one day fail.

The change now underway all over the world has --- as its driving force --- a small group of intelligent people who are able to tell the masses what is going on. In certain Muslim countries, there is an additional factor --- judiciary --- but for all practical purposes, this is still a nascent factor which has not yet made its impact on the overall equation. For all practical purposes, the change is being driven by young intellectuals, who simply refuse to live with terror, and honest and brave journalists who have carved out a major role for themselves through electronic media which does not require reading ability which is still lacking in vast areas of the Muslim world. This new force --- young men and women, intellectuals and journalists --- has no power base; it is the sheer will of these people and their intelligence that is the real power which is threatening neo-colonialism of the western quartet.

The challenge posed by this new force to proxy rulers has made life very difficult in the Muslim world. There is constant strife and struggle. The ruling cliques, which are not necessary from among them (they just look like them), are pitched against their own people. These men and women, who ape their masters in everything they do, are thoroughly corrupt and can only stay in power with the blessings of the western quartet and in turn, they serve the interests of these powers. This marriage of convenience is evident all over the Muslim world and requires no more proof than the recent events in Egypt, which are bound to yield nothing substantial as one brute dictator will simply be replaced with a new set up which will guarantee continuation of neo-colonialism, albeit in a new disguise. (*Courtesy: Daily "The News"*)

قرآن کا پیغام　　خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم **کا**

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر، بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس۔ 1000 روپے ﴿TDK **کیسٹ**﴾

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

Email:markaz@tanzeem.org
websit:www.tanzeem.org

A/67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

Dr Muzaffar Iqbal

ON NEO-COLONIALISM

Rolled into one category of bigotry, brute power, duplicity and hypocrisy, the United States of America, Britain, France, and Germany together form the nexus of power which now rules the Muslim world through a neo-colonial set-up which remains little studied and far less understood. This neo-colonial structure is pervasive; in fact, one cannot even begin to enumerate and identify the far-reaching impact of this cobweb of power with its ultimate centre in Washington DC.

To be sure, there is a certain amount of diffusion of this power and each of these four countries has a certain degree of independence in their foreign policy, but when it comes to dealing with the Muslim world, they work in unison --- they collude, cooperate, and attack. If anyone has any doubt about it, the illegal and immoral invasion of Iraq should be sufficient proof. Now, even the so-called prime source, the Iraqi defector who was used as the main proof of the alleged secret biological weapons program of Saddam Hussein has admitted that he lied. Rafid Ahmed Alwan al-Janabi, codenamed Curveball by German and American intelligence officials, has confessed: he cooked up the whole story. But it is not conceivable that the Americans and Germans were so gullible to believe what Rafid said on face value. They simply used him, just as he used them to get money and asylum and together they brought death and destruction to millions of Iraqis.

The leadership of the neo-colonial quartet has many common characteristics not the least of which is that they all show utter contempt for Muslims, their faith, beliefs and practices if one can see the true meaning behind their sweet words. This is the same power mafia which has kept hordes of dictators alive in the Muslim world for decades and these are also the people who change overnight: one day Hosni Mubarak is a friend, even a sage ruling Egypt with wisdom, the next day, he must go to make room for the next person selected to be king.

The neo-colonial setup is based on the same basic policy which allowed France, Germany, and Britain to rule a very large part of the world during the classical era of colonization. The building blocks of this system are the local traitors, memorably codified by Iqbal in his *Javed-Nama* through two arch-traitors --- Mir Jafar of Bengal and Mir Sadiq of Deccan --- who were instrumental in the defeat and death of Nawab Siraj-ud-Daulah of Bengal and Tipu Sultan of Mysore respectively. They were the reason their country was shackled by slavery for years to come. There is no shortage of *Mir Jafars* and *Mir Sadiqs* in the Muslim world even today. These men and now women are willing to sell their nations to foreigners for personal benefit.

The entire edifice of neo-colonialism rests on this foundation. With their enormous wealth, bigotry, and sheer brute power, the neo-colonizer quartet is able to buy *Mir Jafars* and *Mir Sadiqs* everywhere. This has produced small ruling cliques in lands as far apart as Yemen and Morocco. These chosen and selected people act as surrogate rulers for the western quartet. In a way, this structure is an outgrowth of the colonial era; the only major difference is that now the military also serves as